رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ٹیلیفون نمبر ۹۱

خطبہ نمبر

قادیان

روزنامہ

الفضل

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت ایک آنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵	۱۴ جمادی الاوّل سنہ ۱۳۵۶ھ	یوم شنبہ	مطابق ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۳۷ء	نمبر ۱۷۰

خطبہ جمعہ

شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کا خلاف تقویٰ رویہ اور جھوٹے الزامات

مصری صاحب کی دماغی اور علمی کیفیت بے نقاب ہو گئی۔

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۹ جولائی سنہ ۳۷ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا میں نے گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں ایک مضمون بیان کرنا شروع کیا تھا۔ جس سے میری غرض یہ تھی۔ کہ میں جماعت کو بتاؤں۔ کہ وہ موجبات کیا ہیں۔ جو مختلف اوقات میں

فتنے پیدا کرنے کا باعث

بن جاتے ہیں۔ تا جماعت ان کا ازالہ کرکے جس حد تک انسانی کوششیں ان فتنوں کو رونما ہونے سے روک سکتی ہیں۔ روکے۔ اور پھر دعاؤں کے ذریعہ ان بقیہ حصوں کو روکنے کی کوشش کرے جو خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہیں۔ لیکن اس دوران میں بعض ایسی باتیں پیدا ہو گئی ہیں کہ جن کی وجہ سے مجھے خوف ہے۔ کہ عارضی ضرورتوں کے لئے مجھے کچھ عرصہ کے لئے اس سلسلہ مضمون کو معطل کرنا پڑے سو اگر اللہ تعالےٰ نے توفیق دی۔ تو میں اس مضمون کو پھر کسی وقت بیان کروں گا۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ

مصری صاحب

نے اس امر کا اظہار کیا ہے۔ کہ یہ جو اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ان کو جماعت سے خارج کیا جاتا ہے۔ یہ غلط ہے۔ وہ تو خود ہی بیعت سے الگ ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی میں نے سُنا ہے۔ کہ ایک صاحب نے کسی دوسرے دوست کے سامنے بیان کیا۔ کہ مصری صاحب نے خط مجھے دکھایا تھا۔ یا یہ کہا۔ کہ مجھے اس کا مضمون بتایا تھا۔ اس خط میں تو انہوں نے آپ ہی بیعت توڑنے کا اظہار کیا تھا۔ پھر یہ کہنا کہ انہیں جماعت سے الگ کیا جاتا ہے۔ کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

وہ شخص جن کے پاس انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ انہوں نے مجھے تحریراً ابھی اس امر کی اطلاع دے دی ہے۔ لیکن میں اس کے متعلق افسوس سے کہتا ہوں۔ کہ اگر وہ بات جو مصری صاحب کی طرف منسوب کر کے مجھے پہنچائی گئی ہے کہ انہوں نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا۔ کہ میری نسبت کہا یہ جاتا ہے۔ کہ میں جماعت سے نکالا گیا ہوں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ مجھے نکالا نہیں گیا بلکہ میں خود نکلا ہوں۔ درست ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا ان کے کسی اور دوست اور ہمدرد کا یہ خیال ہے تو میرے لئے یہ بات

سخت حیرت کا موجب

ہے کیونکہ یہ تمام باتیں تحریروں میں آچکی ہیں۔ زبانی نہیں۔ پس اگر یہ باتیں درست ہیں تو بہت ہی قابل تعجب ہیں۔ جو خط مصری صاحب نے مجھے لکھا وہ بھی میرے پاس موجود ہے۔ اور جو میں نے اعلان کیا۔ وہ بھی اخبار میں چھپ چکا ہے۔ کوئی زبانی بات نہیں کہ جس میں رد و بدل ہو سکے۔ بلکہ دونوں چیزیں تحریری ہیں۔ اور ان کی موجودگی میں کسی قسم کی غلط فہمی کا واقع ہو جانا بہت ہی بعید از عقل ہے۔ مصری صاحب نے مجھے تین خط میرے اعلان سے پہلے لکھے تھے۔ ان میں سے جو

آخری خط

انہوں نے لکھا۔ اس میں یہ مضمون تھا۔ کہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر اگر فلاں امر نہ ہو جائے۔ تو مجھے اپنی بیعت سے خارج سمجھیں۔ یہ خط جسے ان کا نوٹس سمجھنا چاہیئے۔ ایک لڑکا جو غالباً مدرسہ احمدیہ کا ہے۔ میرے پاس لایا۔ مجھے اس کی شکل دیکھکر شبہ ہوا۔ کہ وہ مصری صاحب کا لڑکا ہے۔ مگر جب میں نے اس سے نام پوچھا تو معلوم ہوا۔ کہ وہ مصری صاحب کا لڑکا نہیں۔ اس نے اپنا نام بشارت الرحمٰن یا بشارت احمد بتایا تھا۔ مجھے صحیح یاد نہیں۔ بہر حال اس کے نام میں بشارت کا لفظ آتا تھا۔ یہ خط مجھے ظہر کی نماز کے بعد تین بجے کے قریب ملا۔ اس کے اندر جو مضمون ہے۔ وہ محفوظ ہے اور جب وقت آئے گا۔ اس کے مضمون کو انشاء اللہ ظاہر کر دیا جائیگا ابھی ہم یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس کا ظاہر کرنا ان کا کام ہے ہمارا نہیں۔ اس خط میں منجملہ اور باتوں کے ایک بات یہ لکھی تھی۔ کہ اگر فلاں فلاں امور آپ چوبیس گھنٹے کے اندر نہ کر دیں تو آپ مجھے اپنی جماعت سے علیحدہ

سمجھیں۔ اب ہر ادنیٰ دانا جو معمولی عقل و سمجھ بھی رکھتا ہو۔ جانتا ہے۔ کہ جو شخص یہ لکھتا ہے۔ کہ اگر چوبیس گھنٹے کے اندر اندر فلاں امور نہ ہوئے تو مجھے اپنی جماعت سے علیحدہ سمجھیں وہ دوسرے الفاظ میں یہ کہتا ہے۔ کہ ۲۴ گھنٹوں کے ختم ہونے تک میں آپ کی جماعت میں ہی شامل ہوں۔ اگر ۲۴ گھنٹوں سے پہلے ہی وہ جماعت سے نکل چکا تھا۔ تو پھر ۲۴ گھنٹوں کے بعد بیعت سے نکلنے کے کیا معنے تھے۔ جو شخص کسی

معین وقت کا نوٹس

دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اگر ایسا نہ ہوا۔ تو فلاں وقت سے مجھے علیحدہ سمجھیں وہ دوسرے لفظوں میں یہ بھی اعلان کرتا ہے۔ کہ اس وقت تک میں آپ کی جماعت میں ہی شامل ہوں۔ اب یہ خط مجھے تین بجے ملا۔ اور میرا جو اعلان شائع ہوا ہے۔ وہ دوسرے دن ساڑھے گیارہ بجے کے قریب لکھا گیا۔ گو اس قسم کا اعلان کرنے کے متعلق میں پہلے دن ہی جب مجھے وہ خط ملا۔ فیصلہ کر چکا تھا۔ لیکن پھر دل نے تسلیم نہ کیا کہ یونہی اعلان کر دیا جائے۔ بلکہ میں نے چاہا کہ اس بارہ میں استخارہ اور مشورہ کر لیا جائے۔ چنانچہ رات کو استخارہ کیا گیا اور پھر صبح دس بجے کے قریب مختلف دوستوں کو میں نے بلایا اور ان سے مشورہ لیا۔ اسکے بعد ساڑھے گیارہ بجے کے قریب وہ اعلان لکھا گیا۔ اور بارہ ساڑھے بارہ بجے بورڈ پر لکھ دیا گیا۔ غرض تین بجے جو خط مجھے ملا اس کے مطابق دوسرے دن تین بجے تک مصری صاحب میری بیعت میں شامل تھے۔ جب ۲۴ گھنٹے ختم ہو جاتے تب وہ وقت شروع ہوتا جب اپنے نوٹس کے مطابق وہ جماعت سے الگ ہونے والے تھے۔

پس اگر اس نوٹس کے دوران میں میں مصری صاحب کو جماعت سے خارج کرنے کا اعلان کرتا تو بھی ان کا یہ اعتراض درست نہ ہوتا۔ کہ نکلے تو ہم خود ہیں۔ یہ کس طرح کہتے ہیں۔ کہ ہم نے نکالا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے ایسا اعلان بھی کوئی نہیں کیا۔ پس سارا اعتراض

بنائے فاسد علی الفاسد

کی قسم کا ہے۔ اور جس کسی نے بھی یہ کہا ہے۔ کہ میں نے انہیں جماعت سے خارج کرنے کا اعلان کیا ہے۔ میں اسے انعام دینے کے لئے تیار ہوں اگر وہ میرے اعلان میں اس قسم کے الفاظ دکھا دے۔ میری طرف سے اس بارہ میں جو اعلان ہوا وہ یہ ہے

"مکرم شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ کے تین خط ملے۔ پہلے خط کا مضمون اس قدر گندا اور گالیوں سے پُر تھا کہ اس کے بعد آپ کی نسبت یہ خیال کرنا کہ آپ بیعت میں شامل ہیں اور جماعت احمدیہ میں داخل ہیں بالکل خلاف عقل تھا۔ پس میں اس فکر میں تھا۔ کہ آپ کو توجہ دلاؤں۔ کہ آپ خدا تعالےٰ سے استخارہ کریں۔ کہ اس عرصہ میں آپ کا دوسرا خط ملا۔ جس میں فخر الدین ملتانی صاحب کیطرف سے معافی نامہ بھجوانے کا ذکر تھا میں اس معافی نامہ کی انتظار میں رہا۔ مگر وہ ایک غلطی کی وجہ سے میری نظر سے نہیں گزرا۔ اور کل دس گیارہ بجے اس کا علم ہوا۔ اور اسی وقت ان کو اس کی اطلاع کر دی گئی۔ اس کے چند گھنٹہ بعد آپ کا تیسرا خط ملا۔ کہ اگر چوبیس گھنٹہ تک آپ کی تسلی نہ کی گئی تو آپ جماعت سے علیحدہ ہو جائینگے۔ سو میں اس کا جواب بعد استخارہ لکھ رہا ہوں کہ آپ کا جماعت سے علیحدہ ہونا بے معنی ہے"! دیکھ لو اس جگہ میں نے یہ نہیں لکھا۔ کہ میں آپ کو جماعت سے علیحدہ کرتا ہوں۔ بلکہ میں نے یہ لکھا ہے۔ کہ آپ کا جماعت سے علیحدہ ہونا بے معنی ہے۔ اور یہ بات خود ان کے خط سے ظاہر ہے۔ کیونکہ انہوں نے لکھا تھا کہ اگر چوبیس گھنٹہ تک ان کی تسلی نہ کی گئی۔ تو انہیں جماعت سے علیحدہ سمجھا جائے۔ اس کے بعد میں نے لکھا۔ "جب سے آپ کے دل میں وہ گند پیدا ہوا ہے۔ جو آپ نے اپنے خطوں میں لکھا ہے۔ آپ خدا تعالےٰ کی نگاہ میں جماعت

سے خارج ہیں" یعنے کسی کے خارج کرنے کا سوال ہی نہیں۔ بلکہ آپ اپنے عمل سے خود جماعت سے علیحدہ ہیں یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کوئی مسلمان کہے میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ جھوٹا سمجھتا ہوں۔ لیکن میں اس وقت تک مسلمان ہی رہوں گا۔ جب تک مسلمان مجھے اسلام سے خارج نہیں کرتے حالانکہ اس امر میں کسی کے خارج کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جب وہ کہتا ہے کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ جھوٹا سمجھتا ہوں۔ تو جس وقت سے وہ آپ کو جھوٹا سمجھنے لگے۔ اسی وقت سے وہ اسلام سے الگ ہو جائیگا۔ میں نے بھی انہیں یہی لکھا کہ جب سے آپ کے دل میں گندے خیالات پیدا ہوئے ہیں "آپ خدا تعالےٰ کی نگاہ میں جماعت سے خارج ہیں"۔ کیونکہ خدا عالم الغیب ہے، وہی سمجھ سکتا ہے۔ کہ آپ کے دل میں ایسے خیالات کب سے پیدا ہوئے۔ لیکن بہر حال جب سے وہ خیالات آپ کے دل میں آئے اسی وقت سے آپ خدا تعالےٰ کے نزدیک جماعت سے علیحدہ ہیں۔

اس کے آگے میرے اعلان کی عبارت یہ ہے

"خدا تعالےٰ اب بھی آپ کو توبہ کی توفیق دے۔ پھر جب سے آپ نے میرے خط میں ان خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اسی وقت سے آپ جماعت سے میری نگاہ میں بھی الگ ہیں"

یعنی میں چونکہ بندہ ہوں اور مجھے علم غیب نہیں۔ مجھے معلوم نہیں تھا۔ کہ آپ کے دل میں کیا خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔ لیکن جب سے مجھے ان خیالات کا علم ہوا ہے "آپ جماعت سے میری نگاہ میں بھی الگ ہیں" یعنی آپ کو خارج کرنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ جب آپ کے خیالات ایسے ہو چکے ہیں کہ میری مریدی کا تعلق ان کے ہوتے ہوئے ممکن نہیں۔ تو آپ کو خارج کرنے کے کوئی معنے نہیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص کہے میں آپ کے عقائد کو تسلیم نہیں کرتا یا آپکی بیعت میں رہنے کیلئے تیار نہیں۔ اور ہم یہ کہیں کہ نہیں تم ایک دفعہ بیعت کر چکے ہو اب ہم تمہیں الگ نہیں ہونے دینگے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایمان کے معاملہ اور دُنیوی سودوں میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ دُنیوی سودوں میں تو ایک شخص جب اپنی چیز بیچ دیتا ہے۔ تو پھر واپس نہیں لے سکتا۔ دُوسرا کہتا ہے۔ میں اتنی سائی دے چکا ہوں۔ یا فلاں معاہدہ ہوچکا ہے اب تم اس معاہدہ سے نہیں پھر سکتے لیکن دینی معاملات میں جب کوئی شخص کہے میں نظام جماعت سے بیزار ہوں یا فلاں عقائد ترک کرتا ہوں۔ تو وُہ اسی وقت الگ ہوجائے گا۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ ایک شخص کہے۔ میں اسلام کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔ اور ہم کہیں۔ کہ تم ایک دفعہ اس کی سچائی کا اقرار کر چکے ہو۔ اس لئے ہم اب تمہیں جھوٹا نہیں سمجھنے دینگے:۔

پس میں نے انہیں جو کچھ لکھا۔ اس کا مطلب یہی تھا۔ کہ چونکہ یہ دینی معاملہ ہے۔ اور اس میں کسی پر کوئی جبر نہیں ہوسکتا۔ آپ کے دل میں جب وُہ گند پیدا ہُوا ہے۔ خدا تعالےٰ کی نگاہ میں۔ اور جب سے آپ نے اسے مجھ پر ظاہر کیا ہے "آپ جماعت سے میری نگاہ میں بھی الگ ہیں۔ لیکن اگر آپ کو میری تحریر کی ہی ضرورت ہے۔ تو میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ آپ خدا تعالےٰ کے نزدیک تو ان خیالات کے پیدا ہونے کے دن سے ہی جماعت احمدیہ سے خارج ہیں" یعنی جب آپ نے مجھے پہلا خط لکھا تھا۔ اس وقت سے نہیں بلکہ جب سے آپ کے دل میں وُہ خیالات پیدا ہونے شروع ہُوئے۔ آپ جماعت احمدیہ سے خارج ہیں۔ اور یہ کوئی ایسی بات نہیں۔ جس کا سمجھنا ایک مولوی اور ایک عالم کہلانے والے کے لئے کوئی مشکل ہو۔ انہیں بہرحال پہلے ہی سمجھ لینا چاہیئے تھا۔ کہ اب میری بیعت کوئی بیعت نہیں۔ لیکن وُہ پہلا خط لکھتے ہیں اور اس کے بعد دوسرا خط لکھتے ہیں۔ اور میرے سامنے شرطیں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور پھر دوسرے کے بعد تیسرا خط لکھتے ہیں۔ اور اس میں بھی شرطیں پیش کردیتے ہیں۔ جس کے سوائے اس کے اور کوئی معنے نہیں تھے۔ کہ وُہ میرے مونہہ سے کہلوانا چاہتے تھے۔ کہ میں انہیں جماعت سے علیٰحدہ سمجھتا ہوں۔ اسی لئے میں نے لکھا۔ کہ "اگر آپ کو میری تحریر کی ہی ضرورت ہے۔ تو میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ آپ خدا تعالےٰ کے نزدیک۔ تو اسی وقت سے جماعت سے خارج ہیں۔ جب سے آپ کے دل میں یہ خیالات پیدا ہُوئے" اور ان خطوط کے بعد جو حال میں آپ نے مجھے لکھے ہیں میں بھی آپ کو جماعت سے خارج سمجھتا ہوں۔ اور اس کا اعلان کرتا ہوں" اب میرے الفاظ کو غور سے پڑھو۔ اور دیکھو۔ کہ میں نے یہ نہیں لکھا کہ آپ کو میں جماعت سے خارج کرتا ہوں۔ بلکہ یہ لکھا۔ کہ آپ کو جماعت سے خارج سمجھتا ہوں۔ اور اس کا اعلان کرتا ہوں۔ پس میں نے اُن کے خروج کا صرف اعلان کیا ہے۔ ورنہ وُہ اسی وقت سے جماعت سے خارج تھے جب سے ان کے دل میں وُہ خیالات پیدا ہُوئے۔ جن کا انہوں نے اپنے خطوط میں اظہار کیا ہے۔ اور جیسا کہ میں بتا چکا ہوں یہ کوئی ایسی بات نہیں۔ جس کا سمجھنا کسی کے لئے مشکل ہو۔ ایک شخص ہمارے پاس آئے۔ اور کہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جھُوٹے تھے۔ ان پر وحی خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ افترا کر کے اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کردیا کرتے تھے۔ اور پھر کہے خدا تعالےٰ کے فضل سے میں احمدی ہوں۔ تو اس کا یہ دعوےٰ کس قدر جھوٹا ہوگا۔ اسی طرح ایک شخص جو

جماعت کے امام اور خلیفہ کی نسبت ناپاک خیالات

اپنے دل میں رکھتا ہے۔ اور پھر کہتا ہے کہ میں جماعت میں شامل ہوں۔ وُہ اپنے دعوےٰ میں یقیناً جھوٹا ہے۔ بلکہ وُہ اسی وقت سے جماعت سے علیحدہ ہے جب سے اس نے ایسے خیالات اپنے دل میں رکھنے شروع کئے اب ایک طرف انہیں علم کا دعوےٰ ہے۔ اور دوسری طرف اتنی موٹی بات بھی نہیں سمجھ سکتے۔ کہ جب وُہ مجھ پر الزام لگاتے ہیں۔ وُہ کہتے ہیں۔ کہ میں آپ کی بجائے کوئی اور خلیفہ جماعت سے منتخب کراؤں گا۔ تو اس کے بعد ایک منٹ کے لئے بھی انہیں یہ خیال کس طرح پیدا ہُوا۔ کہ میں ابھی جماعت میں شامل ہوں۔ پس اس میں میرے نکالنے یا نہ نکالنے کا کوئی سوال نہیں۔ جب میری نسبت انہوں نے اس قسم کے خیالات ظاہر کرنے شروع کردیئے۔ تو میری نگاہ میں وُہ اسی وقت میری بیعت سے نکل گئے تھے۔ اگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ کو سچا سمجھتے ہیں۔ اور یقیناً سچے ہیں۔ تو جس وقت کوئی شخص کہے گا۔ آپ جھُوٹے ہیں۔ وُہ اسی وقت ان کی نگاہ میں اور ہر مومن کی نگاہ میں مسلمان نہیں رہے گا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو سچا سمجھتے ہیں۔ اور وُہ یقیناً سچے ہیں۔ تو جس وقت کوئی شخص کہے گا۔ کہ آپ جھُوٹے ہیں۔ وُہ اسی وقت آپ کی نگاہ میں اور ہر مومن کی نگاہ میں احمدیت سے نکل جائے گا۔ اسی طرح اگر ایک امام اور خلیفہ اپنے آپ کو سچا سمجھتا ہے۔ تو جس وقت کوئی شخص اس امام اور خلیفہ کی نسبت کہے گا۔ کہ وُہ خلافت کا اہل نہیں۔ تو وُہ اسی وقت اس کی بیعت سے الگ ہوجائے گا۔

پس اول تو اس میں اعلان کرنے یا نہ کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ مجھے خود اعلان کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن جو اعلان میں نے کیا ہے۔ اس کا بھی ہرگز وہ مفہوم نہیں۔ جو کہا جاتا ہے۔ اعلان میں خارج کرنے کے الفاظ کہیں درج نہیں ہیں۔ میں نے انہیں صرف یہ لکھا۔ کہ آپ یہ کیا کہتے ہیں۔ کہ میں ۲۴ گھنٹے کے بعد آپ کی بیعت سے نکلوں گا۔ آپ تو اسی وقت سے جماعت سے علیحدہ ہیں۔ جب سے آپ کے دل میں وُہ خیالات پیدا ہُوئے پس جھوٹ میں نے نہیں بولا۔ بلکہ جھوٹ ان معترضین نے بولا ہے۔ جنہوں نے یہ کہا۔ کہ میں نے مصری صاحب کو جماعت سے خارج کرنے کا اعلان کیا ہے۔ حالانکہ میں نے انہیں خارج نہیں کیا۔ بلکہ ان کو جماعت سے خارج سمجھتے ہُوئے ان کے

خروج کا اعلان

کیا ہے۔ اور اگر کوئی احمدی یہ کہے۔ کہ مصری صاحب کو جماعت سے خارج کیا گیا ہے تو اس کے بھی یقیناً یہی معنے ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں۔ یہ طریقہ صرف اختصار سے بات کرنے کا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

غرض میری طرف سے صرف اس امر کا اظہار کیا گیا ہے۔ کہ مصری صاحب جماعت سے دیر سے نکل چکے ہیں۔ اور آپ کا اپنے گندے خیالات کے باوجود یہ کہنا کہ ابھی تک آپ جماعت سے نہیں نکلے۔ درست نہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ آپ گزشتہ ایام میں

منافقت کا پردہ اوڑھکر

ہمارے اندر شامل رہے ہیں۔ اور یہ واقعہ میں بہت بڑی شرمناک بات ہے۔ کہ ایک شخص درحقیقت جماعت سے نکلا ہُوا ہو۔ لیکن اس کے باوجود وُہ سلسلہ کا تنخواہ دار کارکن ہو۔ اور اپنی پوزیشن سے فائدہ اٹھاتے ہُوئے لوگوں میں پراگندگی پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اور ان کے قلوب میں زہر بھرنا شروع کردے۔ اسی کا نام منافقت ہے۔ اور یہی میں نے انہیں بتایا کہ خدا کے نزدیک تو آپ اسی وقت سے جماعت سے خارج ہیں۔ جب سے آپ کے دل میں یہ خیالات پیدا ہونے شروع ہُوئے اور میرے نزدیک اسی وقت سے جب سے آپ نے ان خیالات کو مجھ پر ظاہر کیا۔ پس آپ یہ کیا کہتے ہیں۔ کہ ۲۴ گھنٹے کے بعد میں آپ کی بیعت سے نکلوں گا:۔

دوسرے میں نے سُنا ہے۔ کہ ان کے بعض ہم خیال یا اُن سے ہمدردی رکھنے والے لوگ یہ کہتے پھرتے ہیں۔ کہ یہ جھوٹ بولا جاتا ہے کہ مصری صاحب جماعت سے نکل گئے ہیں۔ مصری صاحب جماعت سے نہیں نکلے۔ انہوں نے صرف بیعت سے علیحدگی کا اظہار کیا ہے۔ اس میں کوئی شُبہ نہیں۔ کہ ان کے خط میں بیعت سے علیحدگی کے ہی الفاظ ہیں۔ جماعت سے الگ ہونے کے الفاظ نہیں مگر سوال یہ ہے کہ جماعت کسے کہتے ہیں۔ جماعت تو کہتے ہی اسے ہیں۔ کہ چند آدمی اکٹھے ہوں اور وہ اکٹھے مذہبی اور روحانی لحاظ سے بیعت کے ذریعہ ہی ہو سکتے ہیں۔ کسی اور طرح نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "پیغام صلح" میں غیر احمدیوں کے متعلق یہی تحریر فرمایا ہے۔ کہ وہ پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں۔ کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں ہیں۔ جو ان کے نزدیک واجب الاطاعت ہو۔ اور یہ کہ جماعت صرف یہی ہی ہے جو ایک ہاتھ پر جمع ہے۔ تو جماعت اور بیعت لازم و ملزوم ہیں۔ اور دنیا میں وہ کونسا دستور ہے۔ جس کے ماتحت جماعت تو ہو۔ مگر بیعت نہ ہو یہ الگ بات ہے کہ وہ بیعت روحانی ہو یا جسمانی۔ مگر بہرحال کوئی جماعت بیعت کے بغیر قائم نہیں ہو سکتی۔ مثلاً حکومتیں بیعت نہیں لیتیں۔ لیکن وہ اپنے افسروں سے اطاعت کے لئے قسمیں لیتی ہیں۔ اسی طرح بادشاہ اور پریذیڈنٹ لوگوں سے قسمیں لیتے ہیں کہ وہ ان کے فرمانبردار رہیں گے۔ ابھی گزشتہ دنوں ہمارے نئے بادشاہ کی رسم تاج پوشی منائی گئی ہے۔ اس موقعہ پر سب افسروں سے قسمیں لی گئی ہیں۔ اور یہ قسمیں لینا بھی بیعت کی ایک قسم ہے۔ ورنہ اگر بیعت نہ ہو یا قسم نہ ہو۔ یا آپس میں کوئی عہد و پیمان نہ ہو۔ تو وہ جماعت نہیں بلکہ افراد ہیں۔ جماعت کے معنے صرف یہ ہیں کہ وہ چند افراد جو ایک نظام کی پابندی کرنے والے ہوں۔ اور کہتے ہوں۔ کہ ہمیں جو بھی حکم ملے گا۔ ہم اس کی پابندی کریں گے۔ یہ اطاعت کا عہد ہمارے ہاں بیعت کے ذریعہ ہوتا ہے۔ بعض قوموں میں اس کی ظاہری علامت قسم ہے۔ اور بعض قوموں میں اور علامات ہیں۔ بہرحال جماعتیں کسی نہ کسی علامت کے ذریعہ اقرار کرتی ہیں۔ کہ ہم حکومت یا نظام کی پابندی کریں گی۔ ان حالات میں جب کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں خلیفہ کی بیعت سے الگ ہوتا ہوں۔ تو اس کے سوائے اس کے اور کوئی معنے نہیں۔ کہ وہ جماعت احمدیہ کے اس نظام سے الگ ہوتا ہے جس میں وہ پہلے شامل تھا۔ اور یہی ہم کہتے ہیں۔ ہم جب کہتے ہیں۔ فلاں شخص جماعت سے نکل گیا۔ تو اس کے یہی معنے ہوتے ہیں۔ کہ ہمارے نظام سے وہ الگ ہو گیا۔ اور ہماری اطاعت کے عہد کو اس نے توڑ دیا ہے۔ یہ معنے نہیں ہوتے کہ وہ پیغامیوں میں سے نکل گیا۔ یا اگر مصری صاحب نے کوئی اپنا مخفی بیعت نامہ جاری کیا ہوا ہے۔ تو اس بیعت سے الگ ہو گیا ہے۔ ہم جب بھی یہ کہیں گے کہ فلاں شخص جماعت سے الگ ہو گیا۔ تو اس کے نہ یہ معنے ہوں گے۔ کہ وہ انگریزی حکومت سے نکل گیا نہ یہ معنے ہوں گے۔ کہ وہ جرمنی حکومت سے نکل گیا۔ نہ یہ معنے ہوں گے۔ کہ وہ پیغامیوں میں سے نکل گیا۔ بلکہ اس کے صرف یہ معنے ہونگے۔ کہ وہ

ہماری جماعت کے خلیفہ اور امام کی بیعت سے نکل گیا

یہی بات ہے جو میں اپنے خطبوں میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں۔ کہ جب کوئی شخص ہماری جماعت میں سے نکل جائے تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے۔ کہ وہ احمدیت سے نکل گیا۔ چنانچہ میں نے اپنے بعض خطبوں میں بھی یہ بیان کیا ہوا ہے۔ کہ احمدیت سے نکالنا میرا کام نہیں۔ ہاں جماعت سے نکالنا میرا اختیار ہے۔ اور یہ کہ جب تک کوئی شخص اپنے آپ کو احمدی کہے گا ہم بہرحال اسے احمدی کہیں گے بشرطیکہ کوئی وجہ اس میں ایسی نہ پائی جائے۔ جو مذہباً اسے احمدیت سے نکال دیتی ہو۔ پھر میں نے یہاں تک کہا ہوا ہے کہ احمدیت سے نکالنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی کام نہیں۔ بلکہ اپنے مذہب سے خارج کرنا کسی نبی کا بھی کام نہیں۔ مذہب سے خدا ہی نکال سکتا ہے۔ نبی بھی نہیں نکال سکتا۔ پس جماعت سے نکالا جانا ایک اصطلاح ہے۔ اور اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ شخص ہمارے نظام سے الگ ہو گیا۔ باقی یہ کہ اس کے بعد اس کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی ایمان رہا ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق فیصلہ کرنا ہمارا کام نہیں۔ حتےٰ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی کام نہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی احمدیت سے ایسے ہی خارج سمجھیں گے۔ جو وہ امور کرے۔ جن کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے انسان کے مذہب سے خارج ہو جانے کا فیصلہ فرمایا ہو۔ ہم بھی ایسے ہی شخص کے متعلق کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ احمدیت سے نکل گیا ہے۔ اور جب ہم کسی شخص کو جماعت سے خارج کرتے ہیں۔ تو اس کے معنے صرف یہ ہوتے ہیں۔ کہ نظام سلسلہ سے اس کے خروج کے متعلق ہم اعلان کرتے ہیں۔ اگر جماعت سے الگ ہونے کے بعد وہ احمدیت ترک نہ کریں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کامل ایمان رکھیں۔ تو ہم کون ہیں۔ جو انہیں احمدیت سے نکال سکیں۔ پس مصری صاحب کا یہ اعتراض کہ میں نے تو کہا تھا۔ میں آپ کی بیعت سے الگ ہوتا ہوں۔ اور میرے متعلق کہا یہ جا رہا ہے۔ کہ میں جماعت سے الگ ہو گیا ہوں ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی شخص کہے میں نے فلاں شخص کو اپنی چاردیواری سے نکلنے کو کہا تھا۔ گھر سے نکلنے کے لئے تو نہیں کہا تھا۔ جب چاردیواری کا نام ہی گھر ہے۔ تو جب کوئی شخص چاردیواری میں سے نکل گیا۔ وہ گھر میں سے بھی نکل گیا۔ اسی طرح جماعت جب نام ہے اس نظام کا جو بیعت کے ذریعہ قائم ہے تو جب ایک شخص بیعت سے نکل گیا۔ تو اسی وقت وہ جماعت سے بھی علیحدہ ہو گیا۔ ہاں اگر وہ اپنی جماعت بنا لیں جیسا کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم نیا خلیفہ بنانا چاہتے ہیں۔ تو انہیں

خوارج کی جماعت میں شامل

سمجھ لیا جائے گا۔ ہماری جماعت سے تو وہ یقیناً نکل چکے ہیں۔ ہاں اگر خدانخواستہ جماعت احمدیہ کسی وقت سب کی سب ان کے ساتھ شامل ہو جائے۔ تو پھر چونکہ اور کوئی جماعت نہیں رہے گی۔ اس لئے انہی کی جماعت جماعت کہلا سکے گی۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت قائم رہے۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ جماعت بہرحال صداقت پر قائم رہے گی۔ اور بڑھے گی۔ اور بڑھتی چلی جائیگی اور اس کے تمام دشمن ناکام و نامراد رہیں گے۔ تو ان کا یہ کہنا کہ میں بیعت سے نکلا ہوں۔ جماعت سے نہیں نکلا۔ اس سے زیادہ

بے وقوفی اور حماقت کی بات

اور کم ہی ہوگی۔ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ثابت ہے کہ آپ نے اسلام اور جماعت میں فرق کیا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اسلام پر ایمان لانا ہے اور جو شخص آپ پر ایمان نہیں لاتا۔ وہ مومن نہیں کہلا سکتا۔ لیکن آپ فرماتے ہیں۔ من فارق الجماعۃ شبراً فلیس منّا کہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی علیحدہ ہوا۔ وہ ہم میں سے نہیں۔ اب یہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دو چیزیں علیحدہ علیحدہ بیان فرمائی ہیں۔ ایک اسلام اور ایک جماعت۔ اگر فلیس منا سے مراد صرف جماعت ہی لی جائے۔ تو یہ کہنا کہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی علیحدہ ہوا۔ وہ جماعت سے علیحدہ ہو گیا۔

بے معنی فقرہ

ہو جاتا ہے۔ جو شخص جماعت سے بالشت بھر الگ ہو جائے۔ وہ بہرحال الگ ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے فلیس منا کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کہا جائے کہ جو مر گیا سو مر گیا۔ جو مر جاتا ہے وہ بہرحال مر جاتا ہے۔ اس کے لئے "سو مر گیا" کہنا بے معنی ہے۔ یا کہا جائے جس نے روٹی کھائی سو کھائی۔ جو سو گیا سو سو گیا۔ جس طرح ان فقروں کا کوئی مفہوم نہیں۔ اسی طرح اگر فلیس منا کے یہی معنے سمجھے جائیں۔ کہ وہ جماعت سے الگ ہو گیا تو فقرہ یوں بن جاتا ہے۔ کہ جو جماعت سے الگ ہو گیا وہ جماعت سے الگ ہو گیا لیکن میں جیسا کہ بتا چکا ہوں۔ یہ بے معنی فقرہ ہو جاتا ہے

137
Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس حقیقتاً اس کے معنے یہی ہیں کہ وُہ شخص جو جماعت سے بالشت بھر بھی علیٰحدہ ہو۔ وُہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے جن کا وجود ایمانیات میں شامل ہے علیٰحدہ ہوتا ہے۔ پس جماعت اور اسلام کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے الگ الگ بیان کیا ہے۔ مگر ساتھ ہی فرمایا۔ کہ جماعت سے الگ ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔ کیونکہ جو شخص جماعت سے الگ ہوتا ہے۔ اس کے اسلام میں بھی رخنہ پڑ جاتا ہے۔ اور وُہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی جدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اسلام تمدنی مذہب ہے اور اس کے بہت سے احکام ایسے ہیں۔ جو جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص جماعت سے الگ ہو جائے تو وُہ ان احکام کی پابندی نہیں کر سکتا یہی دیکھ لو۔ اس زمانہ میں ہمیں حکم ہے کہ ہم

احمدیت کی تبلیغ دُنیا کے کناروں تک

پہنچا دیں۔ اب یہ تبلیغ ایک جماعت ہونے کی وجہ سے ہم کر رہے ہیں۔ مگر یہ تین آدمی جو ہم سے الگ ہُوئے ہیں۔ کونسی تبلیغ کر رہے ہیں۔ پس یہ ان کاموں سے محروم ہو گئے ہیں۔ جو بحیثیت جماعت کئے جاتے ہیں۔ اور جن کے کرنے کا اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم ہے۔ اسی طرح اور بیسیوں کام ہیں جو جماعت سے الگ ہو کر نہیں کئے جا سکتے۔ اور وہ اُن تمام کاموں کے ثواب سے محروم رہینگے۔ پس جب انسان جماعت سے الگ ہوتا ہے۔ تو بیسیوں نیکی کے کاموں سے وُہ محروم ہو جاتا ہے۔ بے شک جو انفرادی کام ہوں۔ وُہ الگ بھی کر سکتا ہے۔ مگر جو جماعتی کام ہوں۔ اور جن میں ایک جتھے اور نظام کی ضرورت ہو۔ وُہ بغیر جماعت کے نہیں کئے جا سکتے۔ مثلاً نماز وہ الگ پڑھ سکتے ہیں۔ زکوٰۃ وُہ الگ دے سکتے ہیں۔ گو زکوٰۃ کی تقسیم جس رنگ میں اسلام چاہتا ہے۔ وُہ انفرادی طور پر نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس کے لئے بھی ایک جماعت اور نظام کی ضرورت ہے۔ اسی طرح وہ اکیلے اکیلے جہاد نہیں کر سکتے۔ بلکہ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے بھی ایک جماعت اور نظام کی ضرورت ہے۔ تعلیم و تربیت بھی جماعت سے تعلق رکھتی ہے۔ تبلیغ بھی جماعت کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اور یہ ساری باتیں ایسی ہیں۔ کہ جب بھی کوئی شخص جماعت سے الگ ہوتا ہے۔ وُہ ان کاموں میں حصہ لینے سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح نہ صرف وُہ جماعت سے الگ ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے اسلام میں بھی رخنہ پڑ جاتا ہے۔ اس کے لئے موقعہ تھا کہ وُہ جماعت کے ساتھ شامل ہو کر خدا تعالےٰ کے احکام کی بجا آوری میں حصہ لیتا۔ مگر اس نے الگ ہو کر ثواب کے دروازہ کو اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر بند کر لیا۔ اب جب سے یہ تینوں آدمی الگ ہُوئے ہیں۔ اور ان کے دلوں کا گند ظاہر ہُوا ہے اس وقت سے ہماری طرف سے جو تبلیغ بیرون ہند اور اندرون ہند میں ہو رہی ہے۔ اس کا ثواب ان لوگوں کو تو پہنچتا ہے۔ جو ہماری جماعت میں شامل ہیں۔ مگر ان کو نہیں پہونچ سکتا۔ جو جماعت سے الگ ہو گئے ہیں۔ پس وُہ تبلیغ جو اس زمانہ میں لنڈن میں ہُوئی۔ وُہ تبلیغ جو اس زمانہ میں بوڈاپسٹ میں ہوئی۔ وہ تبلیغ جو اس زمانہ میں امریکہ میں ہوئی۔ وُہ تبلیغ جو اس زمانہ میں جاپان میں ہوئی وُہ تبلیغ جو اس زمانہ میں چین میں ہوئی۔ وُہ تبلیغ جو اس زمانہ میں فلسطین میں ہوئی۔ وُہ تبلیغ جو اس زمانہ میں شام اور مصر میں ہوئی وُہ تبلیغ جو اس زمانہ میں گولڈ کوسٹ۔ اور نائیجیریا میں ہُوئی۔ وُہ تبلیغ جو اس زمانہ میں مشرقی افریقہ۔ ماریشس۔ سیلون۔ اور سٹریٹ سیٹلمنٹس میں ہوئی۔ وُہ تبلیغ جو اس زمانہ میں جاوا اور سماٹرا میں ہوئی۔ اور وہ تبلیغ جو اس زمانہ میں روم اور یوگوسلیویہ میں ہوئی ان تمام تبلیغوں کے ثواب میں ہر وُہ شخص حصہ دار ہے۔ جو ہماری جماعت میں شامل ہے۔ مگر یہ تین شخص اس تبلیغ کے ثواب میں شریک نہیں۔ پس جو ثواب جماعت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ وُہ اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے۔ جب انسان جماعت کے ساتھ شامل ہو۔ لیکن جب کوئی جماعت سے الگ ہو جاتا ہے۔ تو وہ ان نیکیوں اور ثواب کے ان تمام کاموں سے محروم ہو جاتا ہے۔

اور اس طرح اس کے اسلام میں بھی رخنہ واقع ہو جاتا ہے اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من فارق الجماعۃ شبراً فلیس منا

جو شخص بالشت بھر بھی جماعت سے الگ ہوُا۔ اس کے اسلام میں رخنہ واقع ہو جاتا ہے اور وہ ہمارا نہیں رہتا اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں کہ وہ ہمارا نہیں رہتا تو ہمارا سے مراد آپ کی یقیناً اسلام ہے۔ یعنی اس کے نتیجہ میں اس کے اسلام میں بھی رخنہ پڑ جاتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ مصری صاحب اور ان کے ساتھیوں نے جو قدم اٹھایا تھا وہ ایسا اہم تھا کہ اس کے بعد چاہئیے تھا وہ خشیۃ اللہ سے لبریز ہو جاتے توبہ واستغفار میں لگ جاتے دعاؤں سے کام لیتے اور اللہ تعالیٰ سے استخارہ کر کے اسکی مدد چاہتے مگر مجھے تعجب اور افسوس ہے کہ بجائے اسکے کہ ان کے دلوں میں خشیت اللہ پیدا ہوتی وہ ایسے کاموں میں لگ گئے ہیں جو عام نیکی اور تقوٰی کے بھی خلاف ہیں اور اس قسم کے غلط واقعات شائع کر رہے ہیں اور ایسی طرز پر شائع کر رہے ہیں کہ جسے کوئی ایماندار شخص جائز نہیں سمجھ سکتا چنانچہ جماعت اور اسکے نظام پر وہ

بے بنیاد الزام

لگا رہے ہیں۔ اور جب ان سے دریافت کیا جاتا ہے کہ اس کا کیا ثبوت ہے تو وہ کوئی ثبوت پیش نہیں کرتے مثلاً شروع میں ہی انہوں نے کہہ دیا کہ جماعت کے اندر ایک بہت بڑا بگاڑ پیدا ہو چکا ہے جو "بہت سے لوگوں کو دہریت کی طرف لے جا چکا ہے اور بہتوں کو لے جانے والا ہے" اب یہ کتنا بڑا اتہام ہے جو جماعت احمدیہ پر لگایا گیا۔ دہریہ کے معنے یہ ہیں کہ ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی ذات کا منکر ہے اگر مصری صاحب کے مونہہ پر انہیں جا کر کوئی شخص بے ایمان کہہ دے تو وہ شور مچا دینگے یا نہیں۔ اگر مصری صاحب کو کوئی منافق کہہ دے تو وہ کہینگے یا نہیں کہ مجھے گالیاں دی جا رہی ہیں۔ اگر مصری صاحب کے متعلق کوئی شخص کہہ دے کہ وہ وفات مسیح کے قائل نہیں رہے۔ تو وُہ اس شور سے آسمان سر پر اٹھا لیں گے کہ نہیں۔ کہ دیکھو یہ جماعت تقوٰے سے کس قدر گر گئی۔ مجھے کہا جاتا ہے۔ کہ میں وفات مسیح کا قائل نہیں۔ حالانکہ میں قائل ہوں۔ اسی طرح اگر کوئی کہدے۔ کہ مصری صاحب نماز پڑھنے کے قائل نہیں رہے۔ تو وُہ جھٹ شور مچا دیں گے۔ اور کہیں گے۔ دیکھا۔ یہ کیسے بُرے لوگ ہیں مجھ پر سراسر جھوٹا الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ میں نمازوں کا قائل نہیں رہا۔ حالانکہ میں قائل ہوں۔ غرض جو جو تفصیلات عقائد یا جزئیات اعمال صالحہ ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کے متعلق ہی یہ کہنے پر کہ وُہ اس کے قائل نہیں رہے۔ وُہ طیش میں آجائیں گے۔ مگر جماعت احمدیہ کے متعلق سراسر جھوٹے اور بے بنیاد الزام شائع کرنے اور اسکی طرف بالکل غلط باتیں منسوب کرنے کے باوجود بھی وُہ یہ کہتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کو ان کی باتوں پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے۔ اور طیش میں نہیں آنا چاہیئے۔ ان کو یہ جھوٹی اور بے بنیاد خبر سنکر تو سخت تکلیف ہوئی۔ کہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے لاہور میں کہا ہے کہ مصری صاحب کو اس لئے ٹھوکر لگی۔ کہ انہوں نے اپنی لڑکی خاندانِ نبوت میں رشتہ کے لئے پیش کی تھی۔ مگر رشتہ نہ لیا گیا۔ حالانکہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اس بات سے انکار کرتے اور لکھتے ہیں۔ کہ "میں نے یہ الفاظ ہرگز نہیں کہے۔ شیخ صاحب نے بے احتیاطی سے کام لیتے ہوئے میری نسبت غلط طور پر راوی کی غلط بیانی کی بنا پر کہہ دیئے ہیں۔ جو محض تہمت اور بہتان ہے"۔ لیکن میرا تقوٰے دیکھو۔ میں نے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کو لکھوایا۔ کہ بعض دفعہ انسان بات کہکر بھول بھی جاتا ہے۔ آپ اچھی طرح سوچ لیں اور جماعت سے بھی دریافت کریں کہ ان میں سے کسی شخص کے سامنے آپنے یہ بات تو نہیں کہی۔ مگر انہوں نے پھر بھی یہی لکھا۔ کہ میں نے کسی شخص کے سامنے یہ بات نہیں کہی۔

پس انہیں اپنے متعلق ایک جھوٹی سی بات سُنکر تو طیش آگیا۔ اور فوراً ایک اشتہار شائع کر دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ جو خدا تعالےٰ کی آخری جماعت ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے آخری مامور کو ماننے والی جماعت ہے جو اصحاب الصفہ کی جماعت ہے۔ جن کے متعلق اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً فرمایا کہ تجھے کیا معلوم یہ پاک و غریب جو تیری جماعت میں شامل ہیں۔ ان کی خدا تعالےٰ کے نزدیک کیا شان ہے۔ وہ اس جماعت کے متعلق یہ نہیں کہتے کہ وہ نماز کی منکر ہے۔ یہ نہیں کہتے وہ روزے کی منکر ہے۔ یہ نہیں کہتے وہ حج کی منکر ہے۔ یہ نہیں کہتے وہ زکوٰۃ کی منکر ہے۔ یہ نہیں کہتے وہ دیانت و امانت کی منکر ہے۔ یہ نہیں کہتے وہ مسیح موعود کی منکر ہے۔ یہ نہیں کہتے وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی منکر ہے۔ یہ نہیں کہتے وہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ علیہما السلام کی منکر ہے۔ بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ خدا تعالےٰ ہی کی منکر ہے۔ کبرت کلمۃً تخرج من افواھھم بہت بڑی بات ہے جو ان کے مونہہ سے نکلی۔ اب کیا یہ معمولی بات ہے۔ جو انہوں نے کہی کہ بہت سے لوگ جماعت احمدیہ میں سے دہریہ ہو چکے ہیں۔ اور بہت سے دہریہ ہونے کی تیاری کر رہے ہیں۔ کیا یہ ایک معمولی سا الزام ہے کہ اسپر ہم خاموش ہو کر بیٹھ جائیں۔ اور اس کے خلاف اظہار نفرت نہ کریں۔ یا ان سے اس

الزام کا ثبوت

طلب نہ کریں۔ مگر باوجود اسکے کہ ان سے بار بار یہ مطالبہ کیا جاچکا ہے۔ کہ وہ ان لوگوں کو جو جماعت میں سے دہریہ ہو چکے ہیں ہمارے سامنے پیش کریں۔ اور ان کے نام بتائیں۔ وہ بالکل خاموش ہیں۔ انکی بچی کی شادی کا معاملہ آجائے۔ تو وہ اشتہار دینے لگ جاتے ہیں۔ مگر دوسروں کے ایمان پر وہ تبر چلا رہے ہیں۔ انہیں نہ صرف تمام صداقتوں کا منکر بلکہ خدا تعالےٰ کا منکر قرار دے رہے ہیں۔ اور پھر جب ان سے دریافت کیا جاتا ہے۔ تو وہ خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ کیا یہی تقوےٰ اور دیانت ہے۔ اور کیا انکی پوتی کا دودھ اس سے زیادہ قیمتی ہے۔ جتنا جماعت کے ایمان کا معاملہ قیمتی ہے۔ کیا پیرے کا سوال زیادہ قابل ذکر ہے۔ اور جماعت کے دہریہ ہونے کا سوال قابل ذکر نہیں۔ کیا ان کے گھر میں کسی کا دوربین سے دیکھ لینا زیادہ قابل توجہ فعل ہے۔ اور جماعت کے ایمان کا سوال قابل توجہ نہیں۔ مگر وہ کہتے ہیں چھوڑو اس سوال کو کہ جماعت دہریہ ہو گئی ہے یا نہیں آؤ ان باتوں کا فیصلہ کریں کہ انکی پوتی کا دودھ کس نے بند کیا کیونکہ ان کی خاموشی کے سوائے اس کے اور کچھ معنے نہیں کہ وہ اپنے عمل سے بتا رہے ہیں۔ کہ اس سوال کو جانے دو اور ان باتوں کی طرف توجہ کرو۔ جو میں نے پیش کیں۔ آخر جب کوئی دوسرے پر اتنا بڑا الزام لگاتا ہے۔ تو کیسی بے ایمانی ہو کہ اس الزام کو ثابت نہیں کیا جاتا۔ اور معمولی معمولی باتوں کو پیش کیا جاتا ہے۔ وہ ان لوگوں پر جو خدا تعالےٰ کو دیکھ کر ایمان لائے جو دنیا میں ایمان قائم کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ یہ الزام لگاتے اور نہایت ہی جھوٹا اور ناپاک بہتان باندھتے ہیں۔ کہ ان میں سے اکثر دہریہ ہو چکے ہیں۔ اور بہت سے دہریہ ہونے کی تیاری کر رہے ہیں۔ مگر جب ان سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ اس

ناپاک الزام

کو ثابت کریں۔ تو کہتے ہیں اس سوال کو رہنے دو۔ اور آؤ اس بات پر ٹھنڈے دل سے غور کرو۔ کہ میری پوتی کا دودھ کس نے بند کیا۔ اس سے زیادہ بیوقوفی اور حماقت اور کیا ہوگی۔ وہ ایک گھر کو آگ لگاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ اس آگ کو نہ بجھاؤ۔ آؤ اور یہ دیکھو کہ میرا سگرٹ کس نے جلایا۔ وہ ایک کو قتل کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس قتل کی کیا تحقیق کرنی ہے۔ مجھے آج چھینکیں آئی ہیں۔ ان چھینکوں کے آنے کی وجہ دریافت کرو۔ وہ ایسا خطرناک الزام جماعت پر لگاتے ہیں۔ کہ جس الزام سے بڑھ کر اور کوئی الزام نہیں ہو سکتا وہ جماعت کے سینہ میں ناسور ڈالتے اور پھر کہتے ہیں جماعت ٹھنڈے دل سے غور کرے۔ اور بتائے۔ کہ وہ چھوٹی چھوٹی تکلیفیں انہیں کیوں پہونچیں۔ یہ بھی جھوٹ ہے۔ کہ انہیں وہ تکلیفیں پہونچیں لیکن سوال تو یہ ہے کہ اتنا بڑا الزام لگانے کے بعد ان کا یہ خیال کرنا کہ پہلے ان امور کی تو تحقیق ہو اور

جماعت پر دہریت کا الزام

لگا کر وہ خاموش ہو جائیں۔ یا تو یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ خود دہریہ ہیں۔ اور اس الزام کی حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ اور یا یہ کہ ان کے دماغ میں نقص ہے بہر حال ایک مومن جو اپنے ایمان کی قدر کو جانتا اور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی قیمت کو پہچانتا ہے۔ وہ تو کبھی اس الزام کو سنکر خاموش نہیں ہو سکتا اور وہ تو اس کے ثبوت کا ان سے مطالبہ کرتا رہے گا۔ کیونکہ یہ الزام کسی فرد پر نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کی مقدس جماعت پر ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ اگر یہ الزام ان کا درست ہو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ہی مشکوک ہو جاتی ہے۔ پس ایک سچا احمدی اس الزام کے بعد تسلی نہیں پا سکتا۔ جبتک اسے دور نہ کرلے۔ اور مصری صاحب کو جھوٹا نہ ثابت کرے۔

بہر حال وہ خواہ خاموش رہیں۔ مگر میں ان کے دوسرے الزامات کے متعلق بھی خاموش نہیں رہنا چاہتا۔ مصری صاحب لکھتے ہیں کہ

ان کے گھر کی ناکہ بندی

کی گئی ہے۔ ضروریات زندگی کے حصول میں روکیں پیدا کی جارہی ہیں۔ دوکانداروں کو سودا دینے سے روکا جاتا ہے بھنگن کو کام کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ غیر احمدی مزدوروں کو کام کرنے سے روکا گیا ہے ان کی پوتی کا دودھ بند کیا گیا ہے۔ غیر احمدی ملازمہ کو گھر میں کام کرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ اور یہ کہ جب وہ باہر نکلتے ہیں۔ تو ان پر چند لونڈے مسلط ہوتے ہیں۔ جو ان کے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں۔ پھر ۴ جولائی کو ۱۵-۱۶ نوجوان جو لاٹھیوں اور ہاکیوں سے مسلح تھے آئے اور ان کے گھر کی ناکہ بندی کرلی۔ اور گھر کو دوربین لگا کر اندر سے دیکھا۔ یہ وہ الزامات ہیں جو جماعت احمدیہ کے خلاف انہوں نے شائع کئے۔ میں سمجھتا ہوں ان حالات میں جبکہ وہ ہماری جماعت پر یہ خطرناک الزام لگا رہے ہیں۔ کہ یہ جماعت دہریہ ہوگئی۔ اور وہ ہمارے مطالبات کا جواب تک دینے کے لئے تیار نہیں۔ ان کا کوئی حق نہیں کہ وہ ہم سے اپنی تکلیفوں کے متعلق تحقیقات کا مطالبہ کریں۔ ہماری جماعت لاکھوں کی جماعت ہے لیکن اگر اس کو تسلیم نہ کیا جائے۔ تو گورنمنٹ کی مردم شماری کے رد سے ہی ۱۹۳۰ء میں صرف پنجاب میں ہماری جماعت چھپن ہزار تھی۔ جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ سارے ہندوستان میں

کم از کم ہماری جماعت ایک لاکھ ہے

اب ایک لاکھ میں سے بہت سے لوگوں کے دہریہ ہوجانے کا مطلب تو یہ ہے کہ پچاس ساٹھ ہزار ایسے لوگ ہیں۔ جو دہریہ ہو چکے ہیں۔ لیکن اگر پچاس ساٹھ ہزار نہ سہی۔ تو کم از کم دو چار ہزار ایسے لوگ ضرور ہونے چاہئیں۔ جو دہریہ ہو چکے ہوں کیونکہ اگر خالی بہت کا لفظ استعمال کیا جائے۔ تو اور بات ہوتی ہے۔ اور ضروری نہیں ہوتا۔ کہ اس سے ہزاروں لوگ مراد ہوں۔ لیکن جب ایک ایسی جماعت کے متعلق یہ لفظ استعمال کیا جائے گا۔ جو کئی لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ تو اس سے یقیناً ہزاروں لوگ ہی مراد ہو سکتے ہیں ہمارے اندازہ میں

ہماری جماعت کی تعداد دس لاکھ ہے

گولڈ کوسٹ میں ہی گورنمنٹ کی مردم شماری کے مطابق ہمارے چوبیس ہزار احمدی ہیں۔ پس اگر گولڈ کوسٹ میں چوبیس ہزار احمدی ہو سکتے ہیں۔ تو یقیناً ساری دنیا کے احمدی دس لاکھ سے کسی صورت میں کم نہیں لیکن اگر دس لاکھ نہ مانو اور صرف ایک لاکھ لے لو۔ تب بھی پچاس ساٹھ ہزار اور کم از کم دو چار ہزار ایسے لوگ ضرور ہونے چاہئیں جو ان کے نقطہ نگاہ میں دہریہ ہو چکے ہیں لیکن

اتنا بڑا الزام

لگانے کے بعد جب ان سے دریافت کیا جاتا ہے۔ کہ ان لوگوں کے نام بتائیں تو خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ جس سے ہر حق پسند انسان یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہے۔ کہ انہوں نے

138

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غلط بیانی سے کام لیا ہے

اور دیانت کو ترک کرتے ہوئے صرف جماعت کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اب جبکہ ان سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔ تو وہ ڈرتے ہیں۔ کہ اگر ہم نے یونہی لوگوں کے نام لینے شروع کر دیئے تو وہ ہم پر نالشیں کریں گے۔ مقدمے چلائیں گے اور کہیں گے۔ انہوں نے ہماری عزت پر حملہ کر دیا۔ ورنہ اگر سچ مچ جماعت میں سے اکثر لوگ دہریہ ہو چکے ہوتے۔ تو کیا ان کے نام بتانے میں انہیں کوئی ڈر ہو سکتا تھا۔ اگر میاں فخر الدین اور عبد العزیز کو جو باوجود ایک عرصہ سے شکوک و شبہات پیدا ہونے کے ظاہر ہونے کی جرأت نہیں کر سکے۔ ڈر نہیں آیا۔ تو جو لوگ دہریہ ہو چکے ہوں۔ انہیں کس بات سے ڈر آ سکتا ہے۔ مگر واقعہ یہی ہے۔ کہ انہوں نے جماعت پر جھوٹا الزام لگایا۔ اور اب اس ڈر کے مارے نام نہیں بتاتے کہ اگر کسی کا نام لیں گے۔ تو پھنس جائیں گے۔ لیکن ایک طرف اس قدر خاموشی۔ اور دوسری طرف یہ شور مچائے جا رہے ہیں۔ کہ

ان کی پوتی کا دودھ

بند کر دیا گیا۔ حالانکہ قادیان میں جتنی گائیں بھینسیں احمدیوں کے پاس ہیں اس سے دوگنی۔ تگنی گائیں بھینسیں غیر احمدیوں۔ ہندوؤں۔ اور سکھوں کے پاس ہیں۔ پس جو چیز نہایت آسانی سے انہیں قادیان سے میسر آ سکتی ہے بلکہ اگر کوئی من دودھ چاہیں۔ تو بھی انہیں مل سکتا ہے۔ وہ اس کی تحقیقات تو کرانا چاہتے ہیں۔ مگر جماعت پر اتنا بڑا حملہ کر کے اس کی تحقیق کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اب جو واقعات انہوں نے مظالم کے نام سے شائع کئے ہیں۔ میرے نزدیک ان کے متعلق تحقیق کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ ان کا کوئی حق نہ تھا۔ کہ وہ جماعت پر اتنا بڑا اتہام لگا کر جماعت سے ہی کہتے۔ کہ وہ ان کی تکلیفوں کے متعلق تحقیق کرے۔ انہوں نے جماعت کے دلوں میں ایک آگ لگا دی ہے ان کے سینوں میں یہ کہکر ناسور ڈال دیئے ہیں۔ کہ جماعت کا اکثر حصہ دہریہ ہو گیا ہے۔ مگر وہ دوسروں کے گھروں کو آگ لگا کر انہیں بلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں آؤ اور میرے چولھے میں پانی ڈالو پس اس الزام کے بعد ہرگز ان کا کوئی حق نہ تھا۔ کہ میں تحقیقات کرتا۔ اور دریافت کرتا۔ کہ مصری صاحب جو کچھ کہہ رہے تھے۔ وہ کہاں تک درست ہے مگر جب میرے پاس رپورٹ پہونچی۔ تو میں نے ترحماً ناظر صاحب امور عامہ کو بلایا اور انہیں کہا۔ کہ وہ تحقیقات کریں اور رپورٹ کریں۔ کہ ان واقعات میں کس حد تک اصلیت ہے۔ اور اگر کسی کی غلطی معلوم ہو تو اس کا معاملہ پیش کریں۔ اس پر انہوں نے مصری صاحب کو چٹھی لکھی۔ کہ آپ ان مزدوروں کے نام بتائیں جنہیں کام کرنے سے روکا گیا۔ اور ان دوکان داروں کے نام بتائیں۔ جنہوں نے سودا دینے سے انکار کیا۔ تا اس کے متعلق تحقیقات کی جائے۔ اور اگر کسی شخص کا قصور ثابت ہو۔ تو اسے مناسب سزا دیجائے۔ اس کا جو جواب مصری صاحب نے دیا۔ اس کے متعلق میں نے ہدایت کر دی تھی۔ کہ وہ تمام مساجد میں سنا دیا جائے۔ اور میں بھی تفصیل سے ابھی اس کا ذکر کروں گا۔ فی الحال میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں۔ کہ مصری صاحب نے نام پیش کرنے سے انکار کر دیا۔ آخر مجبوراً ناظر صاحب امور عامہ کو خود تحقیقات کرنی پڑی اور انہوں نے تحقیق کر کے جو رپورٹ کی۔ وہ یہ ہے۔ کہ یہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ

ان کے گھر کی ناکہ بندی

کی گئی۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ناکہ بندی کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ نہ گھر سے کسی شخص کو نکلنے دیا جائے۔ اور نہ باہر سے کسی شخص کو گھر میں داخل ہونے دیا جائے مصری کہلا کر اگر اب وہ اُردو بھول گئے ہوں۔ اور ناکہ بندی کی جو اصطلاح ہے اس کے معنے ان کے ذہن سے اتر گئے ہوں۔ تو یہ اور بات ہے۔ لیکن یہ بات معمولی علم رکھنے والا انسان بھی جانتا ہے کہ ناکہ بندی کسے کہتے ہیں۔ یہاں پولیس کے سپاہی موجود ہیں۔ ان سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔ کہ ناکہ بندی کسے کہتے ہیں ہر شخص کہے گا۔ کہ ناکہ بندی اسی کا نام ہے۔ کہ نہ کسی کو گھر کے اندر جانے دیا جائے۔ اور نہ کسی کو گھر سے باہر نکلنے دیا جائے۔ اب اگر یہ صحیح ہے۔ کہ ان کی ناکہ بندی کی گئی۔ تو ان کا یہ اگلا فقرہ کس طرح درست ہے۔ کہ "میرے اوپر چند لونڈے مسلط کئے ہوئے ہیں کہ جدھر میں جاؤں۔ وہ سایہ کی طرح میرے پیچھے آئیں"!

جب ان کے مکان کی ناکہ بندی کی جا چکی ہے۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ وہ گھر سے باہر کس طرح آ جاتے ہیں اور اگر واقعہ میں ناکہ بندی ہے۔ تو میاں فخر الدین اور حکیم عبد العزیز ان کے مکان پر کس طرح پہونچ جاتے ہیں ناکہ بندی کی صورت میں تو کوئی شخص مکان کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ باہر نکل سکتا ہے۔ ہاں اس سے ہمیں انکار نہیں۔ کہ

بعض پہرہ دار

امور عامہ نے یہ دیکھنے کے لئے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ کہ وہ منافقین جن کے متعلق وہ کہتے ہیں۔ کہ وہ ان کے ساتھ ہیں۔ کون کون ہیں۔ یہی وہ بات ہے۔ جس کا انہیں دراصل شکوہ ہے اور کہتے ہیں۔ ہمارے دوستوں کو ہم سے ملنے کیوں نہیں دیتے۔ حالانکہ کوئی شخص ایسا نہیں۔ جو یہ کہہ سکے۔ کہ میں اُن سے ملنے جا رہا تھا۔ مگر مجھے ملنے سے روک دیا گیا۔ ہم تو چاہتے ہیں۔ کہ جانے والے جائیں۔ تا ہمیں پتہ لگے۔ کہ کون لوگ دل سے اُن کے ساتھ ہیں۔ اور ہمیں دھوکہ دے رہے ہیں۔ تا انہیں بھی ہم جماعت سے نکال دیں۔ پس ہماری غرض یہ نہیں۔ کہ کوئی شخص ان سے بات نہ کرے۔ بلکہ ہماری غرض یہ ہے کہ اگر کوئی ان سے بات کرنے والا ہے تو اس کا ہمیں علم ہو جائے۔ اور وہ ہمارے اندر سے نکل جائے۔ پس ہمارے آدمی پہرہ پر اس لئے مقرر نہیں۔ کہ کسی کو روکیں۔ بلکہ اس لئے مقرر ہیں۔ کہ جب کوئی وہاں جائے تو اسکی خدمت میں یہ عرض کر دیں۔ کہ اب آپ ہمیں تشریف رکھیں۔ ہمارے ساتھ آپکا کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح اگر مصری صاحب کی حرکات کی کوئی شخص نگرانی کرتا ہے۔ تو یقیناً اس لئے۔ کہ اسے معلوم ہو جائے۔ مصری صاحب کس کس شخص کے ہاں جاتے ہیں۔ تا جماعت ان لوگوں سے درخواست کرے کہ منافقت کی کیا ضرورت ہے۔ تم دلیری سے ان کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ اور یہ کوئی ایسی بات نہیں جو قانوناً۔ اخلاقاً یا مذہباً معیوب اور ناروا ہو۔ ہر مذہبی جماعت کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ اپنی جماعت کے لوگوں کی نگرانی کرے۔ اور ہم بھی ان کی اسی لئے نگرانی کرتے ہیں۔ تا ہمارے اندر وہی رہے۔ جو ہمارا ہم خیال ہو۔ اور جو ہمارا ہم خیال نہیں۔ وہ ہم سے علیحدہ ہو جائے۔ یہ حق ہر مذہبی جماعت کو حاصل ہے۔ اور اسی حق کا ہم استعمال کر رہے ہیں اس کا نام ناکہ بندی رکھنا بتاتا ہے۔ کہ مصری صاحب گویا اس ملک کے باشندے ہی نہیں اور وہ عربی ہی جانتے ہیں۔ اُردو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ پس جو پہرہ ہے وہ مصری صاحب پر نہیں۔ بلکہ اپنے لوگوں پر ہے۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ اُن سے کون ملتا ہے۔ پس پہرہ دار اس لئے کھڑے نہیں کئے گئے۔ کہ مصری صاحب کسی سے نہ ملیں۔ بلکہ اس لئے کھڑے کئے گئے ہیں۔ کہ جو ہماری جماعت میں سے اُن سے ملتا ہو۔ اس کا پتہ لگائیں۔ اور یہ ہر شخص کا حق ہے۔ کہ وہ اپنے مکانوں اور اپنے گھروں میں بیٹھ کر دوسرے کو دیکھے کیا مصری صاحب اگر اپنے گھر بیٹھ کر کسی کو دیکھیں۔ تو ہم انہیں روک سکتے ہیں اگر اسی قسم کے تمسخر کو ہم بھی کام میں لانے والے ہوتے۔ تو ہم شور مچا دیتے۔ کہ مصری صاحب اور ان کے دوست برآمدہ میں بیٹھے رہتے۔ اور ہمارے آدمیوں کی نقل و حرکت کا پتہ لگاتے رہتے ہیں کیونکہ جس طرح ہمارے آدمی انہیں دیکھتے ہیں اسی طرح وہ ہمارے آدمیوں کو دیکھتے ہیں ان دونوں میں فرق کونسا ہے اگر ہمارے آدمیوں کا دیکھنا منع ہے تو ان کے آدمیوں کا ہمارے آدمیوں کو دیکھنا بھی منع ہونا چاہیئے۔ اور کیا لوگ ہنسیں گے نہیں۔ اگر ناظر صاحب امور عامہ ایک بڑا سا اشتہار شائع کر دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس پر موٹے حروف میں لکھا ہوا ہو کہ مصری صاحب کے تازہ مظالم اور نیچے یہ درج ہو۔ کہ مصری صاحب اور فخر الدین اور عبد العزیز اپنے مکان کے برآمدہ میں بیٹھ کر ہمارے آدمیوں کو دیکھتے۔ اور ہر وقت ان کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔ پھر اسی رنگ میں ان کا شور مچانا کیا حقیقت رکھتا ہے۔ جسطرح ہمارے آدمی انہیں دیکھتے ہیں۔ اسی طرح ان کے آدمی ہمارے آدمیوں کو دیکھتے ہیں۔ اس میں حرج کی کونسی بات ہے۔ پھر یہ کہنا کہ

ضروریات زندگی کے حصول میں روکیں

ڈالی جا رہی ہیں۔ یہ بھی بالکل غلط ہے میرا حکم تھا کہ جو چیزیں ضروریات زندگی میں سے ہیں۔ ان کے حصول میں ہرگز روکیں نہ ڈالی جائیں۔ اور یہی محکمہ کی رپورٹ ہے۔ کہ ضروریات زندگی کے حصول میں کوئی روک نہیں ڈالی گئی۔ علاوہ ازیں یہ امر قابل غور ہے۔ کہ جس قدر احمدیوں کی یہاں دوکانیں ہیں۔ قریباً اتنی ہی دوکانیں سکھوں ہندوؤں اور غیر احمدیوں کی ہیں۔ اور وہ ان سے ہر وقت اشیاء خرید سکتے ہیں اگر کہیں کہ ہم سکھوں اور ہندوؤں سے نہیں خرید سکتے۔ تو انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ان سے خریدنے کی ممانعت کا باعث جماعت کا ایک باہمی سمجھوتہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حکم اس بارہ میں کوئی نہیں ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ حکم ہوتا تب وہ کہہ سکتے تھے۔ کہ ہم اس حکم کی خلاف ورزی کس طرح کر سکتے ہیں۔ مگر جب کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حکم ہی نہیں بلکہ میرا حکم ہے جو بعض فسادات کے رونما ہونے پر جماعت مشورہ سے صرف ان لوگوں کو جو خود اس کا عہد باندھنے کا اقرار کرتے تھے دیا گیا۔ تو مصری صاحب کے لئے اس کی تعمیل ضروری نہیں۔ وہ تو میری بیعت میں سے نکل گئے اور تمام عہد و پیمان جو انہوں نے مجھ سے کئے تھے۔ ان سے آزاد ہو گئے۔ اب وہ بالکل آزاد ہیں اور ہندوؤں اور سکھوں سے چیزیں خرید سکتے ہیں۔ پھر ان کا یہ شور مچانا کس طرح حق بجانب سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ قادیان میں انہیں ضروریات زندگی تک حاصل نہیں ہوتیں۔ ہاں اگر وہ اسی پر اصرار کریں۔ کہ ہم نے ضرور احمدی دوکانداروں سے سودا خریدنا ہے۔ تو یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کوئی ہمارا شدید مخالف دھوپ کے وقت دوسرے مکانات کو چھوڑ کر ہماری ڈیوڑھی میں آ بیٹھے۔ اور اصرار کرے۔ کہ میں نے اسی ڈیوڑھی میں بیٹھنا ہے۔ ہر شخص اس بھلے مانس سے کہے گا۔ کہ کیا تجھے اس ڈیوڑھی کے سوا کہیں سایہ نظر نہیں آتا۔ اگر اور بھی سائے کی جگہیں ہیں۔ تو سب جگہوں کو چھوڑ کر اس ڈیوڑھی میں آنے کا مطلب سوائے فساد کے اور کیا ہے۔ اسی طرح جب آٹا غیروں سے مل جاتا ہے۔ گوشت غیروں سے مل جاتا ہے۔ کپڑا غیروں سے مل جاتا ہے۔ کھانے پینے کی تمام چیزیں غیروں سے مل جاتی ہیں۔ تو آخر کچھ نہ کچھ بھید تو ہے۔ جو تم ان سب کو چھوڑ کر ایک احمدی سے سودا خریدنا چاہتے ہو۔ پس ان کی کوئی ضرورت ایسی نہیں۔ جو یہاں غیروں کے ذریعہ پوری نہ ہو سکتی ہو۔ غیر احمدی مزدور یہاں کثرت سے ملتے ہیں۔ لوہار اور ترکھان احمدیوں کے علاوہ سکھوں اور ہندوؤں میں بھی موجود ہیں۔ دودھ دینے والے کثرت سے مل سکتے ہیں۔ بلکہ جتنی گائیں اور بھینسیں سکھوں ہندوؤں اور غیر احمدیوں کے پاس ہیں اس سے آدھی بھی احمدیوں کے پاس نہیں پھر ان کا یہ شور مچانا کہ ضروریات زندگی ان تک پہونچنے سے روک لی گئی ہیں کس قدر جھوٹ اور دور از حقیقت بات ہے۔

ایک دوست نے یہاں چند دن ہوئے تقریر کرتے ہوئے بتایا تھا۔ کہ صرف احمدیہ لٹریچر ایسی چیز ہے جو غیر احمدیوں یا ہندوؤں اور سکھوں سے نہیں مل سکتا۔ مگر یہ لٹریچر خود میاں فخر الدین صاحب کے گھر میں بکثرت موجود ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے وہ کہیں کہ ہمیں کوئی یونانی طبیب چاہیئے۔ ہم ڈاکٹروں سے علاج نہیں کراتے۔ اور غالباً غیر احمدیوں یا سکھوں اور ہندوؤں میں یہاں کوئی یونانی طبیب نہیں۔ مگر اس ضرورت کے لئے بھی انہیں احمدی طبیبوں کی ضرورت نہیں۔ یونانی طبیب خود انکے پاس حکیم عبد العزیز موجود ہے۔ اسی طرح شائد وہ یہ کہیں کہ ہم اپنے بچوں کو دینیات پڑھانا چاہتے ہیں۔ مگر یہاں ہندوؤں سکھوں اور غیر احمدیوں میں کوئی ایسا آدمی نہیں۔ جو دینیات پڑھا سکے۔ سو اس ضرورت کے لئے بھی انہیں کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ خود مصری صاحب موجود ہیں۔ وہ دینیات پڑھا سکتے ہیں۔ غرض احمدیہ لٹریچر غیر احمدیوں اور سکھوں اور ہندوؤں کے پاس نہیں مل سکتا۔ وہ میاں فخر الدین صاحب کے پاس موجود ہے۔ دیسی طبیب یہاں غیر احمدیوں اور سکھوں اور ہندوؤں میں کوئی نہیں یا کم از کم جہاں تک مجھے علم ہے کوئی نہیں۔ لیکن وہ ان کے پاس حکیم عبد العزیز کی صورت میں موجود ہے۔ اسی طرح ممکن ہے۔

دینیات پڑھانے والا

انہیں اور کوئی نظر آئے۔ لیکن ان کی یہ ضرورت بھی خود اپنے اندر سے پوری ہو سکتی ہے۔ یعنے مصری صاحب یہ کام کر سکتے ہیں۔

پس صرف تین چیزیں ایسی تھیں جو یہاں انہیں غیروں سے نہیں مل سکتی تھیں۔ مگر یہ تینوں چیزیں خود ان کے پاس موجود ہیں۔ طبیب ان کا اپنا ہے احمدیہ لٹریچر ان کے پاس ہے۔ اور دینیات کا مدرس ان میں موجود ہے۔ گویا وہ Self-Contained ہیں۔ پھر انہیں شکوہ کس بات کا ہے۔ اگر باوجود اس کے وہ ہماری جماعت کے کسی فرد کی دوکان سے سودا خریدنا چاہتے اور اس پر اصرار کرتے ہیں۔ تو یہ تو ویسی ہی بات ہے۔ جیسے ہمارا کوئی دشمن کہے۔ کہ میں دھوپ سے بچنا چاہتا ہوں۔ اور اس کے لئے سب گھر چھوڑ کر تمہاری ہی ڈیوڑھی میں آ کر بیٹھوں گا۔ ہر شخص اس خرید و فروخت کو دیکھ کر کہے گا۔ کہ کسی خاص احمدی دوکاندار سے سودا خریدنے پر اصرار کرنا بھید سے خالی نہیں۔ اور وہ بھید سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ کہ وہ چاہتے ہیں اپنے ہم خیال لوگوں کی خفیہ پارٹی بناتے جائیں۔ چنانچہ اشتہار میں بھی انہوں نے لکھا ہے۔ کہ مجھ سے لوگوں کو ملنے نہیں دیا جاتا۔ تاکہ کوئی شخص مجھ سے مل کر اصل حقیقت سے واقف نہ ہو جائے۔ حالانکہ اصل حقیقت سے وہ اشتہاروں سے واقف کر سکتے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔ پس

ان کا اصل شکوہ

یہ نہیں۔ کہ دوکانداروں سے سودا دینے سے کسی نے منع کیا ہے۔ یا ضروریات زندگی کے حصول سے وہ محروم ہو گئے ہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ وہ چاہتے ہیں اس طریق پر ان لوگوں سے جو ابھی خفیہ ہیں اپنی ملاقات کا راستہ کھولیں۔ اور ایک خفیہ جماعت قائم کریں۔

پھر انہوں نے الزام لگایا ہے کہ بھنگن کو ان کے گھر کام کرنے سے روک دیا گیا۔ اس کے متعلق ناظر صاحب امور عامہ نے سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ کو بلایا۔ اور اس کے ذریعہ بھنگن کے خاوند کو بلایا گیا۔ اور پھر بھنگن کو بلا کر

سب کی موجودگی میں

پوچھا گیا۔ کہ تجھے کس نے کام کرنے سے روکا تھا۔ تو اس نے ایک لڑکے کا نام لیا۔ کہ اس نے مجھے روکا تھا۔ اب وہ لڑکا کوئی افسر نہ تھا۔ کہ اس کے روکنے پر وہ رک جاتی۔ وہ ناظر نہ تھا۔ وہ خلیفہ نہ تھا۔ وہ محض ایک لڑکا تھا۔ اس کے منع کرنے سے اس کا رک جانا اول تو خود غلطی ہے۔ دوسرے اس لڑکے کو بلا کر جب دریافت کیا گیا۔ تو اس نے بتایا۔ کہ میں نے اسے روکا نہیں تھا۔ میں نے اسے یہ کہا تھا۔ کہ کیا تم اب تک ان کا کام کرتی ہو۔ بے شک یہ فقرہ ایسا تھا۔ جس سے یہ استنباط ہو سکتا تھا۔ کہ اسے یہاں کام نہیں کرنا چاہیئے مگر یہ کسی ذمہ وار کا حکم نہیں تھا۔ کہ وہ رک جاتی۔ بلکہ صرف ایک طالب علم کے جوش کا اظہار تھا۔ پس اگر وہ رکی ہوگی۔ تو اپنی مرضی سے یا مصری صاحب کے روک دینے کی وجہ سے چنانچہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ باوجود اسکے کہ بعض دوکانداروں کو انہیں سودا دینے کی اجازت ہے پھر بھی وہ انہیں سودا نہیں دیتے کیونکہ انکی ایمانی غیرت یہ برداشت نہیں کرتی۔ کہ ایسے شخص کو سودا دیں۔ جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah
139

خلافت سے غداری کا مرتکب

ہؤا ہے۔ لیکن باوجود اس کے اگر کوئی دوکاندار نہیں کوئی ایسا سودا نہ دے جس کے متعلق مجھے یقینی طور پر معلوم ہو جائے۔ کہ وہ قادیان میں کسی اور جگہ سے نہیں مل سکتا تھا۔ تو یقیناً میں ایسے دوکاندار کو سزا دُونگا۔ پس ان کا تمام غیر احمدیوں سکھوں اور ہندوؤں کو چھوڑ کر صرف احمدی دوکانداروں سے سودا خریدنے کی کوشش کرنا سوائے اس کے کوئی معنے نہیں رکھتا۔ کہ وہ ان میں سے کسی منافق کے ذریعہ سے دوسرے ان لوگوں سے جن کے بارہ میں انہیں دعوےٰ ہے۔ کہ ہمارے ساتھ ہیں۔ تعلق قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ پوشیدہ لوگ اگر کوئی ہیں۔ ظاہر ہو جائیں۔ اسی طرح وہ کہتے ہیں مزدوروں کو کام کرنے سے روکا گیا۔ لیکن ناظر صاحب امور عامہ کی رپورٹ یہ ہے۔ کہ انہیں تحقیق کے باوجود اس میں صداقت معلوم نہیں ہوئی۔ اسی طرح کہتے ہیں میری پوتی کا دودھ بند کر دیا گیا۔ اس کے متعلق ناظر صاحب نے انہیں لکھا۔ کہ آپ بتائیں۔ آپ کے ہاں کون عورت دودھ لایا کرتی تھی۔ تا ہم اس سے دریافت کر سکیں۔ کہ اُسے دودھ دینے سے کس نے روکا۔ مگر انہوں نے اس عورت کا نام بتانے سے انکار کر دیا ہے ہاں میر محمد اسحٰق صاحب نے بیان کیا ہے کہ جو عورت ان کے گھر دودھ دیتی ہے۔ اس سے معلوم ہؤا ہے۔ کہ وہی مصری صاحب کے ہاں دودھ دیتی رہی ہے۔ اور

وہ کہتی ہے

کہ مجھے کسی نے دودھ دینے سے نہیں روکا۔ بلکہ ایک دوست نے بتایا ہے کہ وہ اب تک انہیں دودھ دیتی ہے غیر احمدی ملازمہ کو کام سے روکنا بھی ہماری تحقیق میں بالکل غلط ہے۔ بایں ہمہ میں سمجھتا ہوں۔ اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ کسی شخص نے غیر احمدی ملازمہ کو ان کے ہاں کام کرنے سے روکا۔ تو میں یقیناً اسے سزا دُونگا۔ کیونکہ غیر احمدیوں کو روکنے کا ہمیں کوئی حق نہیں۔ مگر اس کے لئے ثبوت چاہیئے۔ جو ابھی تک میرے سامنے پیش نہیں ہؤا۔

یہ کہنا کہ میرے اوپر

چند لونڈے

مسلط کئے ہوئے ہیں۔ کہ جدھر میں جاؤں وہ سایہ کی طرح میرے پیچھے جائیں۔ اس کے متعلق دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ "مسلط" کے کیا معنے ہیں۔ کیا وہ ڈنڈے مارتے ہیں۔ یا گالیاں دیتے ہیں۔ یا کہیں جانے نہیں دیتے۔ اگر کچھ بھی نہیں کرتے۔ صرف انہیں دیکھتے ہیں۔ تو دیکھنے پر انہیں کیا اعتراض ہے۔ کیا مصری صاحب انہیں نہیں دیکھتے۔ اگر تو وُہ شیخ صاحب کو کہیں جانے سے روکیں۔ تب تو وہ اعتراض کر سکتے ہیں۔ کہ مجھے چلنے پھرنے بھی نہیں دیا جاتا۔ لیکن جبکہ وہ آزاد ہیں۔ وہ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں۔ تو محض دیکھنے سے انہیں کیوں تکلیف ہوتی ہے۔ مگر اس بارہ میں بھی میں نے امور عامہ کو نصیحت کی ہے۔ کہ کوئی شخص ایسی حرکت نہ کرے۔ جو فی الواقعہ تکلیف کا موجب ہو۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ آئندہ اس بارہ میں

زیادہ احتیاط

سے کام لیا جائے گا۔

غرض جو لوگ مقرر ہیں۔ وہ اس لئے مقرر نہیں۔ کہ شیخ صاحب کو کوئی تکلیف ہو۔ بلکہ اس لئے مقرر ہیں۔ کہ تا وہ لوگ۔ جو بہ قول شیخ صاحب اور انکے ساتھیوں کے ظاہر میں ہمارے ساتھ ہیں۔ اور باطن میں ان کے ساتھ منافقت کو ترک کر کے ظاہر ہو جائیں۔ اور کھلے بندوں شیخ صاحب کے ساتھ جا ملیں۔ اور ہمیں دھوکے میں نہ رکھیں کہ یہ تقوےٰ کے خلاف ہے۔ ہم تو خود ان لوگوں کو ان کی طرف بھیج رہے ہیں۔ پھر نہ معلوم شیخ صاحب اور وہ لوگ کیوں خواہ مخواہ ناراض ہیں۔ آخر فخر الدین اُن سے ملتا ہے یا نہیں۔ پھر کیا کبھی ہم نے اس کے ملنے پر اعتراض کیا۔ یا عبد العزیز ان سے ملتا ہے۔ تو ہم نے کبھی اعتراض کیا۔ اسی طرح اگر کوئی اور ان سے ملنا چاہتا ہے۔ تو وہ بھی آزاد ہے۔ ہم صرف اسے کہدینگے۔ کہ اب ہمارے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں تم انہی کے پاس رہو۔

وہ کہتے ہیں۔ کہ چار جولائی

پندرہ سولہ نوجوان

جن کے ہاتھوں میں لاٹھیاں اور ہاکیاں تھیں۔ ان کے مکان کی ناکہ بندی کرنے کے لئے آموجود ہوئے۔ ان میں سے چند ایک اس مکان میں جو ان کے مکان کے قریب جانب شمال نیا بنا ہے۔ چلے گئے۔ اور اس کے ایک حصّہ پر چڑھکر جہاں سے ان کے مکان کی بے پردگی ہو سکتی ہے۔ دور بین کے ساتھ مکان کے کمروں پر نظر ڈالنے لگ گئے۔ اس کے متعلق تحقیقات کر کے ناظر صاحب امور عامہ نے یہ رپورٹ کی ہے۔ کہ اس دن صرف چار طالب علم مقرر تھے۔ اور ان کے نام یہ ہیں۔ عبد الرشید۔ عبد الشکور۔ محمد حنیف ناصر احمد۔ میں نے نام اس لئے لے دیئے ہیں۔ کہ اگر کسی دوست کو شبہ ہو۔ تو وہ ان لڑکوں سے حالات دریافت کر کے حقیقت معلوم کر لے۔ پھر یہ کہنا۔ کہ پندرہ سولہ نوجوان مسلح ہو کر وہاں گئے۔ کیا خلاف واقعہ بیان ہے۔ باقی رہا یہ کہ ان کے ہاتھوں میں لاٹھیاں اور ہاکیاں تھیں سو یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں میں نے آج لاٹھیاں رکھنے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ میں سنہ ۲۷ء سے لوگوں سے کہہ رہا ہوں۔ کہ وہ اپنے ہاتھوں میں لاٹھی رکھا کریں۔ پس لاٹھی رکھنا ہرگز مسلح ہونے کی کوئی علامت نہیں۔ اور اگر لاٹھی رکھنا مسلح ہونا ہے۔ تو بالکل ممکن ہے۔ کل میں سوٹی لے کر اس طرف سیر کو نکلوں۔ تو وہ کہدیں۔ یہ مسلح ہو کر مجھ پر حملہ کرنے کے لئے آئے ہیں اس طرح تو کل اگر ہم میں سے کوئی جوتی پہنے پھر رہا ہوگا تو کہدیں گے۔ یہ ہمیں جوتیاں مارنے آئے ہیں۔ پھر اگر کسی دن ہمارے نوجوان وہاں سے پگڑیاں باندھے گزریں۔ تو کہدینگے یہ پگڑیوں کے کوڑے بنا کر ہمیں ماریں گے یا یہ کہدیں گے۔ کہ یہ پگڑیوں کے رسّے بنا کر ہمارے گلوں کو گھونٹ دیں گے بلکہ ممکن ہے اگر کوئی ہم میں سے کوٹ پہن کر ادھر جا نکلے۔ تو وُہ یہ شبہ کرنے لگیں کہ یہ کوٹ اس نے اس لئے پہنا ہے۔ تا اسے مروڑ کر کوڑا بنائے اور ہمیں مارے اس طرح تو اصل علاج ان کی تکلیف کا یہی ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارے آدمی اپنے گھروں میں بیٹھ جائیں۔ پس لاٹھی رکھنا ہرگز مسلح ہونا نہیں۔ بلکہ ہماری جماعت میں بھی اور دوسرے لوگوں میں بھی اس کا عام رواج ہے۔ اور میں نے یہ اعلان کیا ہؤا ہے۔ کہ جماعت کے مخلص احباب کوشش کریں۔ کہ وہ اپنے ہاتھ میں لاٹھی رکھا کریں۔ مسلح ہونے کے معنے تو یہ ہیں کہ ان کے ہاتھ میں تلواریں ہوتیں یا بندوقیں اٹھائے ہوئے ہوتے۔ تب ہم بے شک کہہ سکتے۔ کہ وہ مسلح تھے۔ لیکن ہاتھ میں سوٹی ہونا تو مسلح ہونے کی کوئی علامت نہیں۔ اور اگر وہ محض کسی کے ہاتھ میں سوٹا دیکھ کر اتنی جلدی بدظنی پر اتر سکتے ہیں۔ تو ممکن ہے۔ کل اگر کوئی شخص کلہاڑی لے کر صبح کے وقت مسواک کاٹنے کے لئے کسی سڑک پر سے نکلے تو وہ یہ شور مچانے لگ جائیں۔ کہ یہ شخص مجھ پر حملہ کرنیکی نیت سے گھر سے نکلا ہے۔ اگر اسی طرح بدظنی کا سلسلہ دراز کیا جائے تو دنیا پاگل ہو جائے۔ اور یہ تو ایسی ہی بات ہے، جیسے تاریخوں میں آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ مدینہ میں بعض کفار آئے انہوں نے دھوکا و فریب سے کام لیتے ہوئے آپ سے کہا۔ کہ ہماری ساری قوم اسلام میں داخل ہونیکا فیصلہ کر چکی ہے آپ ہمارے ساتھ چند آدمی بھیجدیں جو ہمیں اسلام سکھائیں۔ آپ نے چند صحابہؓ انکے ہمراہ بھیجدیئے۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے۔ تو ان کفار نے اور بہت سے کفار اپنے ساتھ شامل کر کے انکا محاصرہ کر لیا۔ اور لڑائی شروع کر دی۔ نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ سوائے دو کے باقی تمام صحابہؓ شہید ہو گئے۔ پھر ان دونوں کو وہ مکہ میں لے گئے۔ اور قریش نے گرفتار کرنیوالوں کو انعام دیکر انہیں قید کر لیا۔ اسلام میں چونکہ زیر ناف بالوں کی صفائی کا حکم ہے۔ اس لئے ان میں سے ایک صحابی نے ایک دن کسی سے استرا مانگا۔ ابھی انکے ہاتھ میں ہی استرا تھا کہ گھر والوں کا بچہ کھیلتا ہؤا انکے پاس چلا گیا۔ انہوں نے پیار سے اسے اپنے زانو پر بٹھا لیا۔ بچے کی ماں نے جب یہ دیکھا۔ کہ اس صحابی کے ایک ہاتھ میں استرا ہے۔ اور زانو پر ہی بچہ بٹھایا ہؤا ہے۔ تو وہ چیخیں مار کر کہنے لگی۔ خدا کے واسطے میرے بچے پر رحم کرو اور اسے قتل نہ کرو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حالانکہ انہوں نے استراصفائی کے لئے لیا تھا۔ قتل کرنے کے لئے نہیں لیا تھا۔ تو اس قسم کی بدظنیاں اگر انسان کرے۔ تو انکی کوئی حد ہی نہیں ہو سکتی۔ باقی رہا یہ کہ ان کا گھر دوربین سے دیکھا گیا۔ اس بارہ میں

امور عامہ کی رپورٹ

یہ ہے۔ کہ جس مکان اور جگہ سے دیکھنے کا الزام ہے وہ درست نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ پہرہ دار لڑکوں میں سے ایک اپنے گھر سے دوربین لایا ہوا تھا۔ مگر وہ بند تھی۔ اس نے کھولی نہیں اور ان کے گھر کے اندر جہاں سے نظر پڑ سکتی ہے۔ وہ اس مکان کی ایک دیوار ہے جس پر کسی لڑکے کا چڑھنا ثابت نہیں ہوا۔ ہاں امور عامہ کی تحقیق یہ ہے کہ قاضی عبد المجید صاحب امرتسری کے مکان سے بعض دفعہ دوربین سے دیکھا گیا ہے۔ لیکن اس مکان کے سامنے مصری صاحب کا زنانہ حصہ نہیں بلکہ مردانہ برآمدہ ہے اور اس جگہ کے لوگ ہر چلنے پھرنے والے کو نظر آتے ہیں۔ چونکہ قاضی صاحب کا مکان فاصلہ پر ہے۔ اس لئے شکل پہچاننے کے لئے اس مردانہ حصہ کو بعض لوگوں نے دوربین سے دیکھا ہے۔ اب جو شخص دوربین کو جانتے ہیں۔ وہ سمجھ سکتے ہیں کہ جو چیز بغیر دوربین کے دیکھنی جائز ہو۔ دوربین سے اس کا دیکھنا اسے کوئی ناجائز شکل نہیں دے دیتا۔ پس یہ کہنا کہ بڑا غضب ہو گیا۔ دوربین سے مکان دیکھ لیا بیوقوفی ہے۔ ہاں اگر زنانہ میں نظر پڑے تو یہ یقیناً برا فعل ہو گا۔ اور اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کسی نے اس طرح کیا ہے۔ تو میں اسے یقیناً سزا دوں گا۔ مگر جیسا کہ میں بتا چکا ہوں امور عامہ کی رپورٹ کے مطابق دوربین سے گھر میں نہیں دیکھا گیا بلکہ مردانہ حصہ جو برلب سڑک ہے دیکھا گیا

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ

مصری صاحب سے سلوک کے متعلق اعلان

میری اجازت بلکہ ہدایت کے ماتحت عمل میں لایا گیا ہے اسی طرح ان کے گھر کے ارد گرد جو آدمی مقرر کئے گئے ہیں۔ وہ مجھ سے اجازت لے کر مقرر کئے گئے ہیں۔ پس ان دونوں امور کی ذمہ داری اس حد تک مجھ پر ہے جس حد تک کہ میں نے ان کا حکم دیا ہے یا ان کی اجازت دی ہے۔ ہاں عملی تفصیلات امور عامہ اپنے طور پر طے کرتا ہے۔ سودا سلف کے معاملہ میں میری ہدایت یہ تھی۔ کہ جو ضروریات زندگی سکھوں ہندوؤں اور غیر احمدی دوکانداروں سے میسر آ سکتی ہوں۔ وہ احمدی دوکانداروں کی طرف سے نہ دی جائیں۔ لیکن جو ان سے نہ مل سکتی ہوں وہ ضرور دی جائیں۔ اصل بات یہ ہے کہ گذشتہ احراری فسادات کے تجربہ سے یہ امر ظاہر ہے کہ احمدیوں سے سودا خریدنے میں ہمارے مخالفین کی غرض یہ نہیں ہوتی کہ وہ ان سے سودا خریدیں۔ بلکہ وہ کمزور طبع دوکانداروں کو اپنے ساتھ ملاتے اور ان کے ذریعہ اپنے تعلقات دوسرے منافق طبع لوگوں سے قائم کرتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے ہمارا فرض ہے کہ جن دوکانداروں کے متعلق ہمیں شبہ ہو کہ وہ ان کے دلال بن سکتے ہیں ان دوکانداروں کو نگرانی میں رکھیں۔ یوں ان پر جبر کوئی نہیں کرتا وہ دوکاندار اگر چاہیں تو الگ ہو سکتے ہیں۔ پھر وہ کسی قاعدہ کے پابند نہ ہونگے۔ پس جماعت نے ایسا ہی انتظام کیا ہے اور حکم دے دیا ہے کہ اگر کوئی ایسی چیز جو ہندوؤں۔ سکھوں اور غیر احمدیوں سے نہ مل سکتی ہو انہیں احمدی دوکانداروں سے خریدنی پڑے تو احمدی دوکاندار محکمہ کی اجازت سے انہیں سودا دیں۔ تا ایسے لوگوں سے وہ نہ مل سکیں جو ہمارے اندر رہ کر ہم سے دشمنی کرتے ہیں۔ اگر وہ ہمارے اندر سے نکل جائیں۔ تو ہمیں ان کے متعلق کوئی شکوہ نہیں ہو گا لیکن جب وہ ہمارے اندر رہتے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی تدابیر کو ناکام کریں اور فتنہ کو جس حد تک روک سکتے ہیں روکیں۔ اور چونکہ احمدی دوکانداروں سے سودا خریدنے میں ان کی یہی غرض مخفی تھی۔ جو میں نے بیان کی ہے اور وہ ہمارے انتظام کے ماتحت پوری نہ ہو سکی۔ اس لئے انہوں نے یہ شور مچا دیا کہ احمدی دوکانداروں کو سودا دینے سے روکا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ پھر یہ بھی تو سوچو کہ جو لوگ اتنی بدظنی کر سکتے ہیں کہ بغیر کسی دلیل اور ثبوت کے یہ کہتے جاتے ہیں کہ فلاں نے یہ ظلم کیا اور فلاں نے یہ۔ ان سے یہ کوئی تعجب کی بات ہے کہ وہ کسی احمدی دوکاندار سے دودھ لے جائیں اور اتفاقاً اس دن ان کے کسی بچہ کو ذرا سا قراقر ہو جائے تو وہ یہ شور مچا دیں کہ دودھ میں زہر ملا کر دیا گیا ہے۔ یا کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی احمدی دوکاندار سے مٹھائی لے جائیں۔ اور اتفاقاً اسی دن ان کے پیٹ میں بھی درد ہو تو وہ یہ شور مچانا شروع کر دیں کہ ہمیں مٹھائی میں زہر ملا کر دیا گیا ہے پس چونکہ وہ بدظنی میں حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ اس لئے جھگڑے سے بچنے کے لئے خود ان کے لئے یہ بہتر طریق تھا کہ وہ علیحدہ رہتے اور غیروں کی دوکانوں سے سودا منگواتے تا انہیں کسی قسم کا شکوہ پیدا نہ ہوتا مگر جب ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اب بھی باوجودیکہ کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہیں ہوا یہ کہتے ہیں۔ کہ میرے خلاف جماعت کو بھڑکا دیا گیا ہے اور مجھے خطرہ ہے کہ میری جان و مال پر کسی وقت حملہ ہو جائے تو ان حالات میں ان کا

احمدی دوکانداروں سے ہی سودا خریدنے پر اصرار

کرنا جماعت کو بعض الزامات کے نیچے لانا ہے چنانچہ وہ اپنے اس خط میں جو ناظر صاحب امور عامہ کے جواب میں انہوں نے لکھا تحریر کرتے ہیں:۔ "پہرہ داروں پر مجھے کوئی رنج نہیں۔ ان کو ملزم گرداننا غلطی ہے وہ تو ان کاموں کو کار ثواب سمجھ کر رہے ہیں عوام کو مذہب کی آڑ میں بھڑکانے والا ان تمام افعال کا ذمہ دار ہوتا ہے جو عوام اس کے بھڑکانے کے نتیجے میں مشتعل ہو کر کرتے ہیں ان کے لیڈر جس فعل کو مذہبی فعل قرار دیدیں اس فعل کو وہ عین ثواب اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھ لیتے ہیں۔ دوسرے لوگوں پر مخفی ہو تو ہو لیکن ایک ناظر پر تو یہ بات مخفی نہیں رہ سکتی"۔ ان الفاظ میں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ میرے خلاف مذہب کی آڑ میں جماعت کو بھڑکا دیا گیا ہے اور اگر اس سے مشتعل ہو کر کسی نے مجھ پر حملہ کر دیا تو اسکی ذمہ داری اسی پر ہوگی۔ جو عوام کے جذبات کو بھڑکا رہا ہے۔ پس جب اس قدر وہ جماعت احمدیہ کے افراد سے بدظن ہو چکے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ افراد جماعت سے ان کی جان محفوظ نہیں تو اگر ہماری طرف سے یہ اجازت ہو جائے کہ احمدی دوکاندار انہیں سودا دیدیا کریں تو کیا وہ الزامات نہیں لگا سکتے کہ مجھے دودھ میں زہر ملا کر دیا گیا ہے۔ مٹھائی میں سنکھیا ڈال دیا گیا ہے اور آٹے میں زہر ملا دیا گیا ہے تا کہ اس کے کھانے سے میں ہلاک ہو جاؤں۔ یہ وہ نتیجہ نہیں جو فرضی ہو بلکہ ان کے خط سے صاف ظاہر ہوتا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

"آخر میں یہ بات بھی میں کھول کر بتا دینا چاہتا ہوں کہ جو کارروائیاں آپ میرے خلاف کر رہے ہیں ان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ شاید کسی دن میرے یا میرے اہل و عیال کی جان و مال پر حملہ ہو جائے اگر ایسا ہوا تو اس کی ذمہ داری خود خلیفہ صاحب اور ان کے کارکنوں پر ہو گی۔ کیونکہ عوام کے اندر جو نفرت اور اشتعال میرے خلاف میری طرف بے بنیاد اور غلط باتیں منسوب کر کے پیدا کیا جا رہا ہے۔ اس کے اصل محرک یا بانی یہی وجود ہیں۔ پس اگر خود خلیفہ صاحب کی طرف سے اس بارہ میں مجھے تسلی نہ دلائی گئی۔ تو میں مجبور ہوں گا۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ گذشتہ تمام واقعات کو حکام کے سامنے رکھکر ان سے اپنی جان و مال کی حفاظت کا مطالبہ کروں اور ان کے علم میں لے آؤں کہ اگر مجھے یا میرے اہل و عیال کو کوئی جانی یا مالی نقصان پہنچا۔ تو اس کی ذمہ داری جناب خلیفہ صاحب اور ان کے کارکنوں پر ہوگی"۔

اس خط سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ اپنے ذہن میں آئندہ ایسے الزام لگانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ کیونکہ قادیان کے تمام لوگ جانتے ہیں۔ کہ انہیں یہاں کوئی تکلیف نہیں۔ اور وہ آزادی سے اکیلے گلیوں میں چلتے پھرتے ہیں بلکہ ان کے چھوٹے چھوٹے بچے تک آزادی سے پھرتے ہیں۔ پس جب حالات یہ ہوں تو کیا یہ احتیاط کرنا ہمارے لئے ضروری نہیں۔ کہ جب سودا انہیں دوسرے دوکانداروں سے مل سکتا ہے ہم احمدی دوکانداروں کو اس مصیبت میں پڑنے سے بچائیں۔ اور جماعت کو الزام سے بچانے کی کوشش کریں۔ اور کیسا ہم یہ شک کریں۔ کہ وہ احمدی دوکانداروں سے سودا خریدنے پر اس لئے اصرار کرتے ہیں۔ تا کوئی الزام لگا کر فساد کھڑا کریں۔ اور جماعت کو مشکلات میں ڈالیں۔

پھر خط میں صاف طور پر لکھا ہے کہ خواہ جماعت کے کسی فرد کی طرف سے کوئی حرکت سرزد ہوئی اس کا ذمہ دار خلیفہ ہوگا۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ آٹا تو انہیں چودہری حاکم دین دے لیکن اگر اس آٹے کے کھانے سے انہیں پیٹ درد ہو جائے۔ یا اسہال آجائیں۔ تو اس کی ذمہ داری خلیفہ پر ہو۔ کیا اس قسم کی دماغی حالت کو دیکھتے ہوئے میرا فرض نہیں تھا۔ کہ میں اپنی عزت کی حفاظت اور بچاؤ کے لئے کہہ دوں۔ کہ کوئی احمدی دوکاندار انہیں سودا نہ دے تا ایسا نہ ہو کہ کل وہ مجھ پر کوئی الزام لگا دیں اور انہیں شور مچانے کا موقع مل جائے وہ خود کہہ رہے ہیں۔ کہ حالات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ شائد کسی دن میرے یا میرے اہل و عیال کی جان و مال پر حملہ ہو جائے"۔ اور پھر صاف طور پر لکھتے ہیں۔ کہ جب ایسا حملہ ہوا۔ تو اس کا ذمہ دار وہ شخص نہیں ہوگا۔ جس نے حملہ کیا۔ بلکہ خلیفہ ہوگا۔ جس شخص کا دماغ اپنی جگہ سے اس قدر ہل چکا ہو۔ کیا وہ کل کو نہیں کہہ سکتا۔ کہ مجھے زہر دیا گیا ہے۔ مجھے آٹے میں اور مٹھائی میں اور دودھ میں اور گھی میں سنکھیا ملا کر دیا گیا ہے۔ جب وہ کہتے ہیں۔ کہ عوام میرے خلاف اتنے بھڑک چکے ہیں۔ کہ اب میری جان اور میرا مال ان سے محفوظ نہیں۔ تو کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ ان حالات میں وہ انہی لوگوں سے سودا خریدنے کی کوشش کرینگے۔ جن سے انہیں خوف ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ ان سے سودا خریدنے کی کوشش کریں۔ تو یا تو ان کی نیت فساد کی ہوگی۔ یا ثابت ہوگا کہ وہ الزام افترا کے طور پر لگاتے ہیں۔ اور جان بوجھکر لگاتے ہیں ایسی اگر ان کا الزام درست ہے تو اس صورت میں تو انہیں احمدیوں سے دور بھاگنا چاہیئے۔

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ ہمیں

مصری صاحب وغیرہ سے قطع تعلق

کی ضرورت کیا پیش آئی۔ جماعت کے لوگ جانتے ہیں کہ جب ہم کسی شخص کو جماعت سے خارج کرتے ہیں تو ہر ایک سے قطع تعلق نہیں کرتے۔ بلکہ بعض باوجود اس کے کہ ہماری جماعت سے خارج ہو چکے ہوتے ہیں۔ لوگ ان سے ملتے رہتے ہیں۔ لیکن بعض سے ہم بالکل قطع تعلق کر لیتے ہیں۔ اور بعض سے ایک حد تک قطع تعلق کرتے ہیں۔ قادیان سے باہر جو لوگ جماعت سے خارج کئے جاتے ہیں۔ ان سے بالعموم ملنا جلنا منع نہیں ہوتا۔ بلکہ قادیان میں ہی بعض ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو جماعت سے خارج ہیں۔ مگر لوگ ان سے ملتے ہیں۔ تو یہ جو مقاطعہ کیا جاتا ہے۔ اور لوگوں کو ملنے سے روکا جاتا ہے۔ یہ ایسے ہی مقامات پر کیا جاتا ہے۔ جہاں یہ ثابت ہو جائے کہ اس شخص نے جماعت کے خلاف خفیہ کارروائیاں کیں۔ پس جو لوگ خفیہ کارروائیاں کرتے ہیں۔ اور ان کے کاموں میں سازش کا دخل ہوتا ہے۔ ان سے قطع تعلق کا حکم دیا جاتا ہے لیکن وہ شخص جس کا فعل انفرادی حیثیت رکھتا ہو۔ اس کے متعلق سلسلہ کبھی ایسا حکم نہیں دیتا۔ غرض قطع تعلق کا اعلان انہیں لوگوں کے متعلق کیا جاتا ہے۔ جن کے فعل میں سازش پائی جاتی ہو۔ اور یہ ثابت ہو کہ وہ خفیہ طور پر لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر جماعت میں فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جیسے ۱۹۲۴ء میں بعض لوگوں کے بہائی ہونے پر ہم نے ان سے تعلقات کے قطع کرنے کا فیصلہ کیا تھا کیونکہ ان کے متعلق یہ ثابت ہو گیا تھا کہ وہ ظاہر میں ہمارے ہم خیال تھے مگر اندر اندر لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کر رہے تھے۔ چنانچہ دو تین آدمی انہوں نے اپنے ساتھ ملا بھی لئے تھے۔ اسی طرح ہماری اور سزاؤں میں بھی فرق ہے۔ مثلاً بعض کو جماعت سے خارج نہیں کیا جاتا۔ صرف ان سے مقاطعہ کا حکم دیا جاتا ہے۔ جیسے درد صاحب جب لندن گئے اور اس موقعہ پر بعض لڑکوں نے خلافِ شریعت حرکات کیں۔ تو ان سے بولنا منع کر دیا گیا تھا۔ مگر انہیں جماعت سے خارج نہیں کیا گیا اور اس قسم کا مقاطعہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے چنانچہ وہ لوگ جن کا وعلی الثلثۃ الذین خلفوا میں ذکر کیا گیا ہے۔ ان سے بولنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا تھا۔ غرض نہ بولنے کی سزا اخراج از جماعت سے لازم ملزوم نہیں۔ یہ وہی وقت سزا دی جاتی ہے۔ جب اختلاف کی تہ میں خفیہ سازشیں کام کر رہی ہوں۔ اب مصری صاحب نے مجھے جو خطوط لکھے ہیں ان میں صاف طور پر اقرار کیا ہے کہ وہ لوگوں سے مل مل کر میرے خلاف مواد جمع کرتے رہے ہیں۔ اور کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ کہیں فخر دین کے متعلق چلایا جاتا ہے۔ اور نوٹس مصری صاحب دے کر بیعت سے الگ ہو جاتے ہیں۔ ادھر مصری صاحب الگ ہوتے ہیں تو حکیم عبدالعزیز کہتا ہے۔ میری بیعت بھی فسخ سمجھیں۔ صاف پتہ لگتا ہے کہ کوئی اندر ہی اندر سازش تھی جس کی وجہ سے جب ایک شخص جماعت سے الگ ہوا تو دوسروں نے بھی الگ ہونا ضروری سمجھا۔ پھر کیا وہ باتیں جن کی وجہ سے وہ ایک عرصہ سے میرے پیچھے نماز بھی نہیں پڑھتے تھے۔ انہیں اسی وقت معلوم ہوئیں جب میاں فخر دین ملتانی جماعت سے الگ ہوئے۔ اگر نہیں بلکہ وہ باتیں پہلے بھی انہیں معلوم تھیں تو سوال یہ ہے کہ وہ ان کے نکلنے تک خاموش کیوں رہے۔ اور کیوں جب تک میاں فخر دین ملتانی جماعت سے خارج نہیں ہوئے۔ انہوں نے ان خیالات کا اظہار نہیں کیا اس سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان تینوں میں اندر ہی اندر کوئی معاہدہ تھا۔ اور جب ان میں سے ایک شخص جماعت سے نکل گیا۔ تو دوسروں نے سمجھا اب اگر ہم بھی بیعت سے الگ نہ ہونگے۔ تو یہ غداری ہوگی۔ اگر انہیں کوئی ایسی ہی باتیں معلوم تھیں جن کی وجہ سے ان کیلئے ضروری تھا کہ وہ بیعت کا عہد فسخ کر دیتے تو اس سے بہت پہلے وہ اپنے عہد کو فسخ کر چکتے لیکن ان تینوں کا ایک ہی موقعہ پر ظاہر ہونا بتاتا ہے کہ اندر ہی اندر ان تینوں میں کوئی کھچڑی پک رہی تھی جب اس حد تک انہوں نے سازشیں کیں اور ایک دوسرے کے ساتھ مرنے جینے کا اقرار کر لیا اور جماعت کو تفرقہ میں ڈالدینا چاہا۔ تو ہمارا حق تھا۔ کہ ان کے جماعت سے الگ ہونے کا اعلان کر کے جماعت کے لوگوں کو ان سے ملنے کی ممانعت کر دیتے تا وہ اپنا زہر نہ پھیلا سکیں۔ اور تا اگر ان کا کوئی اور ہم خیال ابھی ہم میں موجود ہو تو وہ ظاہر ہو جائے۔ اور اسے بھی ہم اپنے اندر سے نکال کر ان کے ساتھ شامل کر دیں۔

پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات
منشی۔ منشی عالم۔ منشی فاضل ادیب۔ ادیب عالم ادیب فاضل ۱۹۳۸ء کے قواعد اور مکمل فہرست کتب نصاب مفت طلب کریں۔
سٹوڈنٹس اون بکڈپو موہن لال روڈ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجھے افسوس ہے۔ کہ مصری صاحب کا طریق بالکل مستریوں کے طریق سے ملتا جلتا ہے۔ انہوں نے بھی

مفروضہ مظالم کا شور

مچا دیا تھا۔ اور پھر ثبوت پیش کرنے سے انکار کر دیا تھا اور کہا تھا کہ اسکی ذمہ واری کسی اور پر نہیں۔ صرف خلیفہ پر ہے۔ یہ بھی شور مچا رہے ہیں۔ کہ ہم پر ظلم ہو رہا ہے مگر بتاتے نہیں۔ کہ ان پر کون ظلم کر رہا ہے۔ ہاں اتنا ضرور کہے جاتے ہیں۔ کہ یہ سب ظلم خلیفہ کرا رہا ہے۔ ہم ان سے کہتے ہیں۔ آؤ ہم ان امور کی جنہیں تم مظالم کہتے ہو۔ تحقیق کریں۔ مگر وہ اس کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے۔ نہ یہ بتاتے ہیں۔ کہ کس نے ان کے مزدوروں کو روکا۔ نہ یہ بتاتے ہیں۔ کہ کس نے سودا دینے سے انکار کیا۔ ہاں کہتے ہیں۔ ہم اتنا بتائے دیتے ہیں۔ کہ یہ سب ظلم خلیفہ کرا رہا ہے جس سے ان کا منشاء یہ ہے۔ کہ جماعت کے جو منافقین ہیں۔ وہ یہ سُنکر شور مچا دیں۔ کہ ہاں واقعی بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ حالانکہ اگر ان کا منشا یہ تھا۔ کہ ان کی شکایات دور ہوں۔ تو انہیں چاہیئے تھا۔ کہ ہمیں وہ لوگ بتاتے جن سے انہیں شکوہ پیدا ہوا۔ مگر جب وُہ بتاتے ہی نہیں تو اصلاح کس طرح ہو۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے۔ میرے پاس ایک غیر احمدی دوست تشریف لائے۔ اور کہنے لگے۔ آپ ان کی شکایات کا ازالہ کیوں نہیں کرتے۔ میں نے کہا۔ میں نے تو نظارت امور عامہ کو ہدایت کی تھی۔ کہ ان سے دریافت کرے۔ کہ کس نے انہیں تکالیف پہنچائیں اور اس نے انہیں چٹھی بھی لکھی۔ مگر انہوں نے بتانے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ کہنے لگے۔ پھر کیا ہوا۔ آپ خود پتہ لگالیں۔ کہ کس کس نے انہیں سودا دینے یا دودھ دینے سے انکار کیا ہے۔ میں نے کہا۔ آپ ذرا سوچیں۔ مجھے کیا معلوم ہے۔ کہ مصری صاحب کے ہاں کونسی عورت دودھ دے جایا کرتی ہے۔ کیا مجھے روزانہ اطلاع ملا کرتی ہے۔ کہ آج انہوں نے مائی عمراں سے سیر بھر دودھ لیا۔ اور کل کسی مائی گھسیٹی سے ان باتوں کا ہمیں کیا پتہ لگ سکتا ہے جب تک وہ خود ہی نہ بتائیں۔ کہ انہیں

کونسی عورت دودھ دیا کرتی تھی۔ تاکہ ہم اس سے دریافت کر سکیں۔ کہ اسے کس نے روکا۔ اب قادیان میں دس ہزار آبادی ہے۔ اور مجھے کوئی علم نہیں ہو سکتا۔ کہ ہر شخص دودھ کس سے لیتا ہے۔ اور گوشت کہاں سے خریدتا ہے۔ اور سبزی کس سے لیتا ہے۔ کیا آپ کا یہ مطلب ہے۔ کہ جس دن مجھے رپورٹ ملے۔ کہ مصری صاحب کے ہاں آج دودھ نہیں پہونچا۔ اس دن میں ڈھنڈورا پٹوانا شروع کر دوں۔ کہ مصری صاحب کے ہاں کونسی عورت دودھ دینے جایا کرتی تھی۔ اور جب مجھے معلوم ہو۔ کہ فلاں عورت تھی۔ تو اس سے وجہ دریافت کروں کہ وُہ آج کیوں نہیں گئی۔ یہ سُنکر وہ کہنے لگے۔ بے شک ان باتوں کے بتانے کی ذمہ واری تو خود مصری صاحب پر عاید ہوتی ہے۔ میں نے کہا یہی بات ہم پیش کر رہے ہیں۔ کہ اگر ان شکایات کو انہوں نے نیک نیتی سے پیش کیا تھا۔ تو ان کا فرض تھا۔ کہ وہ بتاتے ہمارے ہاں فلاں عورت دودھ دینے جایا کرتی تھی۔ مگر اُسے اب فلاں نے روک دیا ہے۔ مگر وہ یہ باتیں تو بتاتے نہیں۔ اور یونہی کہتے پھرتے ہیں۔ کہ میری پوتی کا دودھ بند کر دیا گیا ہمیں کیا معلوم ہے۔ کہ ان کی پوتی کو کون عورت دودھ دیا کرتی تھی۔ ہمسایوں کو پھر بھی بعض باتیں معلوم ہو سکتی ہیں۔ مگر وہ بھی ہر بات کا علم نہیں رکھ سکتے۔ مثلاً آج ہی جو چیزیں میں نے دوکان سے منگوائی ہیں۔ ان کی اگر لسٹ سناؤں تو دوکاندار تو بتا سکتے ہیں۔ کہ فلاں فلاں چیز ان کے ہاں سے آئی۔ لیکن جو چیزیں عورتیں گھروں میں لاتی ہیں۔ ان کا کسی کو کیا پتہ ہو سکتا ہے۔ اب اگر کوئی عورت ہمارے گھر میں کدو دے گئی ہو۔ اور میں دریافت کروں۔ بتاؤ ہمارے ہاں کون عورت کدّو دے گئی ہے۔ اور وہ لنگڑی تھی یا بھینگی۔ تو کیا آپ لوگ جو اس وقت جمعہ کے لئے جمع ہیں۔ اس کا جواب دے سکینگے یہ تو میرے گھر کے لوگوں کا کام ہوگا۔ کہ وہ بتائیں۔ کہ فلاں عورت آج کدّو دے گئی ہے۔ اسی طرح یہ مصری صاحب کا کام ہے۔ کہ وہ بتائیں۔ کہ وہ کس سے دودھ لیا کرتے تھے۔ تا اس سے دریافت کر کے ان کی شکایت کی حقیقت معلوم کی جا سکے۔

مگر جب وہ بتاتے ہی نہیں۔ اور شور مچائے جاتے ہیں۔ تو ہر شخص بآسانی اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ اس شور مچانے سے ان کی کیا غرض ہے۔ خیر میری یہ باتیں اس دوست کی سمجھ میں آگئیں اور انہوں نے تسلیم کیا۔ کہ واقعہ میں یہ محض

لوگوں کو اشتعال دلانے کیلئے کاروائی

کی جا رہی ہے۔ نیک نیتی پر مبنی نہیں۔ بعینہ یہی طریق مستریوں کا تھا۔ وُہ بھی شور مچاتے کہ ہم پر ظلم کیا جا رہا ہے۔ مگر جب دریافت کیا جاتا کہ کون کر رہا ہے۔ تو کہتے یہ تو نہیں بتا سکتے۔ ہاں اس کی ذمہ واری خلیفہ پر ہے۔ مجھے یاد ہے۔ ایک دفعہ رات کے وقت میاں عبدالوہاب صاحب عمر میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ محمد امین خان اور زاہد کی لڑائی ہو گئی ہے۔ اور زاہد کو مارا ہے۔ میں نے اسی وقت زاہد کی طرف آدمی دوڑایا اور کہا۔ کہ اُسے میرے پاس بلا لاؤ تا میں اس سے لڑائی کا حال دریافت کروں۔ جب وُہ آدمی اسے بلانے کے لئے گیا۔ تو اس نے بتایا۔ کہ فضل کریم عبدالکریم اور زاہد تینوں گھر میں بیٹھے تھے۔ میں نے جب کہا۔ کہ حضرت صاحب آپ کو بلاتے ہیں۔ تا تحقیق کی جائے۔ اور جس کا قصور ثابت ہو۔ اُسے سزا دی جائے۔ تو وہ کہنے لگے۔ جاؤ۔ جاؤ ہم تحقیقات نہیں کراتے۔ ہمیں پتہ ہے۔ کہ کس حرامزادے نے یہ کام کیا ہے۔ آپ ہی کام کراتے ہیں۔ اور آپ ہی اس کی تحقیق کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہی جواب ہے۔ جو مصری صاحب نے ہمیں دیا۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ انہوں نے حرامزادے کا

لفظ استعمال نہیں کیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں

"آپ لوگوں پر اس تحریر کے ذریعہ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آپ کو گویا ان مظالم کا علم ہی نہیں۔ جو مجھ پر آپ لوگوں کی طرف سے کئے جا رہے ہیں۔ اور گویا آپ تھرڈ پرسن (Third Person) ہیں۔ مظالم کرنے والا کوئی اور ہے۔ اگر آپ بُرا نہ مانیں۔ تو میں موسٹ نہ صداقت سے کام لیتا ہوا یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ کہ جو مظالم مجھ پر کئے جا رہے ہیں۔ یا آئندہ کئے جائیں گے۔ ان سب کی ذمہ داری خود خلیفہ صاحب اور ان کے رفقاء کار پر ہے"

پھر لکھتے ہیں "چونکہ میرے نزدیک میرے گھر کا دودھ بند کرانے والے۔ میرے مزدوروں کو رکوانے والے۔ میرے گھر کی بے پردگی کرانے والے۔ میرے گھر کی بھنگن کو بند کرانے والے دوکانداروں کو مجھے اور میرے بچوں کو سودا دینے سے منع کرنے والے۔ میرے مکان کی ناکہ بندی کرانے والے۔ مجھے ذلیل کرانے کی کوشش کرنے والے۔ میرے ساتھ میرے دوستوں۔ عزیزوں کو ملنے سے روکنے والے درحقیقت خود خلیفہ صاحب اور ان کے ناظر صاحبان ہیں۔ اس لئے میں ان کی تحقیق سے مطمئن نہیں ہو سکتا۔

اطلاع

کتب نصاب امتحانات منشی۔ منشی عالم۔ منشی فاضل۔ مولوی۔ مولوی عالم۔ مولوی فاضل۔ ادیب۔ ادیب عالم۔ ادیب فاضل۔ پنجاب یونیورسٹی ہمیشہ مندرجہ ذیل پتہ سے عمدہ اور بارعایت خریدیئے۔ ناظرین اخبار الفضل کو خاص رعایت دی جائے گی

فہرست کتب نصاب ۱۹۳۸ء مفت طلب کریں

نیاز مند ان شیخ جان محمد اللہ بخش تاجران کتب علوم مشرقی کشمیری بازار لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور نہ موجودہ حالات میں مجھے ان سے کسی انصاف کی توقع ہے۔ اور نہ ملزم کو جج بنایا جا سکتا ہے۔ میں اپنے دلائل یا اس آزاد کمیشن کے سامنے رکھوں گا جو جماعت کی طرف سے مقرر ہو یا اگر جماعت نے توجہ نہ کی تو حکام کے سامنے رکھوں گا۔"

میں اس کے جواب میں سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتا جو ایسے ہی تلخ موقعوں پر کہا جاتا ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ مصری صاحب بھی اگر ہمت رکھتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ وہ قسم کھا کر کہہ دیں۔ کہ یہ تمام مظالم جن کے متعلق ان کا دعویٰ ہے کہ وہ ان پر ہوئے میری ہی انگیخت اور علم سے ہوتے رہے ہیں اور یہ کہ اگر وہ اس بات میں جھوٹے ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی وعید کے مورد بنیں پھر اللہ تعالیٰ خود بخود فیصلہ کر دیگا۔ کہ کون سچ بول رہا ہے اور کون جھوٹ بول کر حق کو چھپا رہا ہے۔

میں جیسا کہ بتا چکا ہوں ہم نے ان سے کہا کہ وہ ان لوگوں کے نام بتائیں۔ جن کے متعلق وہ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے مظالم کئے مگر وہ ان کے نام تک بتانے کے لئے تیار نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس

پردہ داری سے انکی غرض

کیا ہے۔ اگر وہ سچے تھے تو ان لوگوں کے نام لے دیتے۔ اس صورت میں بہت حد تک یہ معاملہ صاف ہو جاتا مثلاً اگر وہ کہہ دیتے کہ میاں محمد یوسف صاحب شیر فروش نے دودھ دینے سے انکار کر دیا تھا تو ہم ان سے دریافت کرتے اور اگر وہ انکار کر دیتے اور کہتے کہ میں نے ہرگز دودھ دینے سے انکار نہیں کیا تو وہ کہہ سکتے تھے۔ کہ ڈر کر اس نے جھوٹ بول دیا۔ لیکن اس کا فائدہ یہ ہو جاتا کہ اس کے بعد میاں محمد یوسف صاحب سے دوسرا آدمی ملتا۔ پھر تیسرا پھر چوتھا۔ اور جب ہر ایک کے سامنے وہ یہی بیان دیتے کہ مجھے کسی نے نہیں روکا تو معلوم ہو جاتا۔ کہ مصری صاحب جھوٹ بول رہے ہیں۔ اور اگر کسی کے پاس کہہ دیتے کہ اصل میں تو مجھے روکا گیا تھا۔ لیکن میں نے ڈر کے مارے یہ بات نہیں کہی۔ تو لوگ سمجھ جاتے کہ ناظر صاحب امور عامہ نے اپنے اعلان میں جھوٹ سے کام لیا۔ پس یقیناً اگر شیخ صاحب لوگوں کے نام بتا دیتے تو انہیں فائدہ ہوتا اور لوگ ان لوگوں سے مل مل کر اور کرید کرید کر حالات دریافت کر کے حقیقت تک پہنچ جاتے۔ اس صورت میں انہیں لوگوں کے پاس جا کر اپنی شکایات پہنچانے کی ضرورت نہ رہتی۔ خود بخود لوگ شیر فروشوں اور آرد فروشوں سے مل کر دریافت کر لیتے کہ بات کیا ہوئی۔ مگر انہوں نے یہ طریق اختیار نہیں کیا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقصد محض اشتعال دلانا اور احمدیوں سے سودا لے کر انہیں کسی نہ کسی الزام کے نیچے لانا ہے۔

ابھی چند دن ہوئے میرے علم میں یہ بات لائی گئی۔ کہ میاں فخر دین نے فلاں احمدی قصاب سے گوشت لیا ہے۔ ناظر نے اس قصاب سے جواب طلبی کی۔ اور اسے جرمانہ کیا۔ مجھے جب معلوم ہوا تو میں نے ناظر صاحب کو روکا اور میں نے کہا جرمانہ جانے دیں۔ آپ صرف نگرانی کریں۔ باقی اس ہدایت کی لفظی پابندی کا تعہد نہ کریں۔ حالانکہ یہ جرمانہ بالکل جائز تھا۔ کیونکہ جب غیر احمدی قصاب موجود ہیں اور وہ ان سے گوشت خرید سکتا ہے تو احمدی قصاب سے گوشت خریدنے کے کیا معنے ہیں۔ اگر غیر احمدی قصاب جھٹکہ کرتے۔ تب تو وہ کہہ سکتے تھے کہ ہم جھٹکا نہیں کھا سکتے۔ ہمیں حلال گوشت چاہیئے۔ لیکن جب وہ بھی اسی طرح حلال کرتے ہیں۔ جس طرح احمدی۔ تو پھر کیوں وہ غیر احمدی قصاب سے گوشت نہیں لے سکتے۔ پس چونکہ مصری صاحب ہمیں ان لوگوں کے نام نہیں بتاتے۔ اس لئے ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ وہ غلط بیانی کر رہے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر میں نے کسی کا نام لے دیا۔ تو اس سے دریافت کرنے پر پتہ لگ جائیگا کہ میں نے غلط بیانی کی ہے۔ اس لئے وہ ان کے نام چھپاتے ہیں اور تحقیقات سے بھی اسی لئے گریز کرتے ہیں۔ تا حقیقت نہ کھل جائے۔ اور تا جو کمزور دل لوگ ہیں وہ اس شور سے یہ نتیجہ نکالیں کہ کچھ نہ کچھ ظلم تو ہوا ہی ہوگا۔ جس کی بنا پر یہ شور مچایا گیا ہے۔ دنیا میں

بعض کمزور دل

ہوتے ہیں اور ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ جب بھی کوئی شور مچائے۔ خواہ اسکا شور کس قدر بے بنیاد باتوں پر مبنی ہو وہ یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ کچھ نہ کچھ بات تو ضرور ہوئی ہوگی بغیر کسی بنیاد کے بات تو نہیں اٹھائی جا سکتی۔ اور بعض کمزور ایمان ہوتے ہیں۔ وہ بھی اسی رو میں بہہ جاتے۔ اور یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی بات تو ضرور ہوئی ہوگی۔ چنانچہ ایک مولوی صاحب کے متعلق مجھے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے بھی ایک دوست کے سامنے ذکر کیا۔ کہ شیخ مصری صاحب نے جن مظالم کا ذکر کیا ہے۔ ان میں کوئی بات تو ضرور ہوگی۔ دراصل جب بھی کوئی شخص کمزور ہو۔ خواہ اس کی کمزوری ایمانی ہو یا جسمانی۔ اس کے دل میں ایسے خیالات پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور یہی طبائع ہوتی ہیں۔ جو منافقین کا اثر قبول کر لیتی ہیں۔ اور انہی لوگوں کی طبائع کو دیکھ کر وہ جھوٹ بولنے میں دلیر ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جماعت میں بعض ایسے لوگ موجود ہیں جو ہمارے شور مچانے کو ضرور کسی نہ کسی حقیقت پر محمول کریں گے اور کسی حد تک ہمارے پروپیگنڈا سے متاثر ہو جائیں گے۔ جب لوطؑ کے متعلق لوگوں نے یہ کہا کہ انہوں نے اپنی بیٹیاں زنا کے لئے کفار کے سامنے پیش کر دی تھیں۔ جب نوحؑ کے متعلق لوگوں نے کہا۔ کہ انہوں نے اپنی لڑکیوں سے بدکاری کی جب حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر لوگوں نے بہتان لگائے اور کہا کہ وہ لوگوں کا مال کھاتے اور حرام کاری میں مبتلا رہتے ہیں۔ تو انہوں نے ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے یہ باتیں کہیں۔ جو اپنی کمزوریٔ طبع کی وجہ سے یہ خیال کرتے تھے۔ کہ دشمن جو باتیں کہہ رہا ہے ان کی تہہ میں کچھ نہ کچھ بات ضرور ہوگی۔ اور میں جانتا ہوں کہ اسی قسم کی کمزور طبائع کو دکھانے کا وہ ارادہ رکھتے ہیں۔ لیکن بہرحال اگر وہ حق پر تھے۔ تو انہیں چاہیئے تھا۔ کہ نام بتاتے لیکن جب وہ نام بتانے کے لئے تیار نہیں۔ تو ہم یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہیں۔ کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ اور غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ مظالم کے متعلق ان کے جس قدر الزامات ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔ اور امور عامہ کی تحقیق کے رو سے بھی درست ثابت نہیں ہوئے۔ لیکن پھر بھی میرا ارادہ ہے۔ کہ میں جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانے کے لئے

باہر کی جماعتوں میں سے ایک کمیشن

مقرر کروں جو یہ تحقیقات کرے کہ کیا امور عامہ نے جو میرے پاس رپورٹ کی وہ غلط ہے اور کیا فی الواقعہ محکمہ والوں نے ضروریات زندگی کے حصول سے جو دوسری جگہ سے آسانی میسر نہیں آسکتی تھیں۔ ان لوگوں کو محروم کرنے کی کوشش کی ہے یا اور کسی طرح کوئی ناجائز دکھ دیا ہے

نذیر سیونگ مشین کمپنی رنگ محل لاہور میں ہر قسم کی مشینوں کی مرمت اور سیکنڈ ہینڈ مشینوں کی خرید و فروخت کا انتظام اعلےٰ پیمانہ پر موجود ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا کیا واقعہ میں ان کے غیر احمدی مزدوروں کو کام کرنے سے منع کیا گیا۔ اور کیا واقعہ میں دوربین سے ان کے مکان کے زنانہ حصہ کو دیکھا گیا۔ مگر اس موقع پر میں

جماعت کو بھی نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ وہ سچائی کو اختیار کرے اور جھوٹ بول کر اپنے ایمان کو تباہ نہ کرے۔ اس میں۔ کوئی شبہ نہیں کہ اس وقت طبائع میں اشتعال ہے۔ مگر یاد رکھو اشتعال کی حالت میں بھی کبھی کوئی ایسا کام نہ کرو۔ جو تقویٰ کے خلاف ہو۔ میں ایسے شخص کو ہرگز احمدی نہیں سمجھ سکتا جو یہ کہتا ہو۔ کہ یہ جماعت بگڑ گئی۔ اور اس کی اکثریت خراب اور گندی ہوگئی۔ اور میں اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنت پر عمل کرنے والا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب ڈاکٹر عبدالحکیم نے لکھا کہ آپ کی جماعت میں سوائے حضرت مولوی نور الدین صاحب کے اور کوئی نیک اور خدا رسیدہ انسان نہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے لکھا۔ کہ یہ بالکل جھوٹ ہے خدا نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ یہ جماعت صحابہ کی جماعت ہے۔ اور اس میں ہزاروں ایسے بندے موجود ہیں۔ جن کی پیشانیوں پر وہی نور چمک رہا ہے۔ جو صحابہؓ کی پیشانیوں پر تھا۔ پس باوجود اس بات کے جاننے کے کہ یہ جماعت صحابہؓ کی جماعت ہے میں سمجھتا ہوں۔ کہ بوجہ عدم علم یا عدم تربیت دانستہ طور پر نہیں بلکہ نادانستہ طور پر ممکن ہے۔ کسی سے کوئی کمزوری سرزد ہو جائے۔ اور بعض دفعہ کچھ لوگ جو منافق ہوتے ہیں۔ خود ہی کوئی شرارت کھڑی کر دیتے ہیں۔ اور پھر کچھ لوگ حالات سے ناواقف ہوتے ہیں۔ وہ اپنی ناواقفیت کی وجہ سے ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ لیکن بہر حال میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ یہ جماعت صداقت پر قائم ہے۔ اور اس کی اکثریت نیک اور متقی لوگوں پر مشتمل ہے۔ پھر بھی چونکہ ہر جماعت میں کچھ نہ کچھ کمزور لوگ ہوتے ہیں۔ اور وہ

غلطی کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں جماعت کے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ ایسے ہی اشتعال کے موقع پر انسان کے ایمان کی آزمائش ہوتی ہے۔ پس اپنے ایمانوں کو درست رکھو اور کبھی کوئی ایسی حرکت نہ کرو۔ جو اسلام اور شریعت کے خلاف ہو۔ تم کو اس بات کا احساس ہو یا نہ ہو۔ لیکن میرے دل میں خلافت کی ایک بکری کی مینگن کے برابر بھی قیمت نہیں ہو سکتی۔ اگر اس کی تائید کے لئے جھوٹ اور فریب سے کام لیا جائے۔ خلافت اسی وقت تک قابل قدر ہے۔ جب صداقت کی تلوار سے اس پر حملہ آوروں کا مقابلہ کیا جائے۔ اور انصاف کے تیروں سے اس کی حفاظت کی جائے۔ پس یاد رکھو۔ کہ خواہ کیسی ہی حالت پیش آئے تم عدل وانصاف کو نہ چھوڑو اور جو سچائی ہو اسے اختیار کرو۔ تا دشمن کو تمہارے متعلق کسی قسم کے اعتراض کا موقع نہ ملے۔ اور یاد رکھو۔ کہ اگر کوئی شخص تمہیں جھوٹ بولنے کی ترغیب دیتا ہے۔ تو خواہ وہ ناظر ہی کیوں نہ ہو۔ تم فوراً اس کی رپورٹ میرے پاس کرو۔ کیونکہ ہمارے پاس ایمان کے سوا اور کوئی چیز نہیں۔ ہم کنگال اور خالی ہاتھ ہیں۔ اگر ایمان کی دولت بھی ہمارے ہاتھ میں نہ رہی۔ اور اگر ہم نے اسے بھی چھوڑ دیا۔ تو پھر ہماری حالت وہی ہوگی۔ جو کسی شاعر نے یوں کھینچی ہے۔ کہ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

پس صداقت اور انصاف سے کام لو۔ اور غیرت۔ قربانی اور ایثار کا مظاہرہ کرو۔ مگر یاد رکھو۔

تم نے ظلم نہیں کرنا اور جھوٹ نہیں بولنا

اور اگر کوئی شخص تمہیں ظلم کرنے یا جھوٹ بولنے کی تعلیم دیتا ہے۔ تمہیں کہتا ہے۔ جاؤ اور اپنے دشمن کو مار آؤ۔ یا پا جاؤ۔ اور اسے پیٹو۔ تو تم فوراً سمجھ جاؤ۔ کہ تمہارے سامنے ایمان کا شیطان کھڑا ہے۔ اور تم فوراً سمجھ لو کہ وہ میری نافرمانی کرنے والا۔ اور میری اطاعت سے منہ موڑنے والا انسان ہے۔ تم فوراً میرے پاس آؤ۔ اور ایسے شخص کی شکایت کرو۔ اور اس گندے وجود کو کاٹنے کی جلد تر کوشش کرو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وہ باقی قوم کو بھی گندہ کر دے اس کے بعد میں

مصری صاحب کے ایک تازہ خط کا ذکر

کرتا ہوں۔ جو انہوں نے حال ہی میں مجھے لکھا ہے۔ اور جس سے ان کی دماغی اور علمی کیفیت بے نقاب ہو رہی ہے اس خط کا پہلا جملہ یہ ہے۔ ”آپ بڑے خوش ہوں گے۔ کہ کس طرح آپ نے اپنی چالاکی اور ہوشیاری کے ساتھ جماعت کی مخالفت کی رو اپنے وجود سے ہٹا کر میری طرف پھیر دی ہے اور آپ مطمئن ہو گئے ہوں گے۔ کہ ریزولیوشنز اور خطوط کی بھرمار نے آپ کی پوزیشن کو محفوظ کر دیا ہے۔ اور میں بھی خوش ہوں۔ کہ آپ نے اپنی کامیابی کی بنیاد محض دنیاداروں کی طرح چالاکیوں وغیرہ پر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تقویٰ کو قریب بھی نہیں آنے دیا۔“

پھر لکھتے ہیں۔

”کاش آپ ملک غلام فرید صاحب کے خواب سے ہی فائدہ اٹھاتے۔ وہ خواب کیسا واضح ہے کس طرح اس میں آپ کی موجودہ چالاکی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ جس سے کام لیکر آپ نے جماعت کو میرے خلاف بھڑکا دیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس میں میری کامیابی کی بھی بشارت ہے۔ جس پر آپ نے غور نہیں کیا۔ شروع میں ہی آپ کو بتا دیا گیا ہے۔ کہ جو آواز میں آپ کے خلاف اٹھاؤں گا۔ اس کو جماعت دیکھے گی مگر بُرا نہیں منائیگی۔ اور پھر ساتھ ہی مجھے خواب میں دائیں طرف دکھلایا گیا ہے۔ اور آپ کو بائیں طرف۔ اب سورۃ الواقعہ میں اصحاب الشمال کا حال پڑھ لیں۔ وہاں صاف لکھا ہے۔ وانھم کانوا قبل ذالک مترفین وکانوا یصرون علی الحنث العظیم اب دیکھیں کیا یہ دونوں حالتیں آپ میں نہیں پائی جاتیں۔ کیا آپ اپنے مال۔ اقتدار وسائل پر اترا نہیں رہے۔ اور کیا آپ عظیم الشان میل عن الحق الی الباطل پر اصرار نہیں کر رہے۔

یہ وہ خط ہے۔ جو شیخ مصری صاحب نے مجھے لکھا۔ اور جس سے ظاہر ہے۔ کہ انکی علمیت کس حد تک ہے۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ ایک شخص علم کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر اسے اتنی موٹی بات بھی معلوم نہیں۔ کہ

کن اصول پر خواب کی تعبیر کی جاتی ہے

اب جو خواب ملک غلام فرید صاحب نے دیکھا اور جس کے متعلق مصری صاحب یہ کہتے ہیں کہ کاش آپ نے اس پر غور کیا ہوتا۔ وہ یہ ہے۔ ملک صاحب لکھتے ہیں۔

”میں نے دیکھا۔ کہ سالانہ جلسہ کا موقع ہے حضور سٹیج پر کھڑے تقریر فرما رہے ہیں۔ آپ کے دائیں طرف شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور جوں جوں حضور تقریر فرماتے ہیں۔ وہ آپ کا منہ چڑا رہے ہیں۔ سٹیج پر جو دوسرے لوگ بیٹھے ہیں۔ ان میں سے بعض مصری صاحب کی اس حرکت کو دیکھ بھی رہے ہیں اتنے میں حضور نے تقریر ختم کی۔ اور مصری صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور حضور سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

قادیان کی آبادی میں بڑے موقعہ کی سکنی زمین

ایک ٹکڑہ ۲ کنال جانب غربی متصل کوٹھی سر چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب دار الانوار کی بڑی سڑک پر۔ دوسرا ٹکڑہ ۵ کنال جانب شرقی متصل الفضل پریس قابل فروخت ہیں۔ اس ٹکڑہ کے آگے راستہ موجود ہے۔ جو سر چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی کوٹھی کے پاس سے گذرتا ہے۔ قادیان کی آبادی کے ملحقہ ہے خط وکتابت پتہ ذیل پر ہو۔

چوہدری غلام حسن سفید پوش حسن منزل محلہ دار الفضل قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواب میں مجھے ایسا معلوم ہوا کہ حضور کو معلوم ہے اور دوسرے دوستوں کو بھی معلوم ہے کہ مصری صاحب کیا کہینگے لیکن حضور نے پھر بھی ان کو اجازت دیدی کہ آپ کہئیں ان کے ہاتھ میں ایک اچھا خاصہ لمبا چوڑا کاغذ کا ٹکڑا ہے اس کو انہوں نے پڑھنا شروع کر دیا۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ "ان وجوہات کی وجہ سے میں جماعت سے علیحدہ ہو رہا ہوں بعینہ یہ الفاظ انہوں نے کہے اور اس کاغذ سے وہ وجوہات پڑھ رہے ہیں۔ اس وقت کوئی بات جو انہوں نے پڑھی مجھے یاد نہیں۔ ابھی وہ کھڑے ہوئے اپنا کاغذ پڑھ ہی رہے تھے کہ حضور کرسی سے اٹھ کر روانہ ہوگئے اور دوسرے دوست بھی ساتھ ہی چلے گئے۔ اور مصری صاحب کو چھوڑ گئے۔ پھر معلوم نہیں ہوا کہ مصری صاحب کا کیا حشر ہوا"۔ اب وہ کہتے ہیں دیکھو اس خواب سے میری کیسی زبردست تائید ہوتی ہے۔ حالانکہ اس خواب میں صاف بتایا گیا ہے کہ مصری صاحب منہ چڑا رہے ہیں۔ اور منہ چڑانا کوئی خوبی کی بات نہیں۔ بلکہ غیر مومنانہ فعل ہے۔ مگر وہ اس امر کو قطعاً نظر انداز کرتے ہوئے کہتے ہیں صاف لکھا ہے۔ "میں مونہہ چڑا رہا ہوں۔ اور جماعت مجھے کچھ نہیں کہتی اور یہی میری کامیابی کی بشارت ہے۔ گویا مونہہ چڑانا خاص مومنوں کی علامت ہے۔ جو شیخ صاحب میں پائی جاتی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ تالیاں پیٹنے اور سیٹیاں بجانے والے بھی مومن نہیں پھر جو شخص دوسرے کا منہ چڑاتا ہے وہ کس طرح مومن سمجھا جا سکتا ہے۔ پھر خواب میں جو یہ دکھایا گیا۔ کہ "سٹیج پر جو دوسرے لوگ بیٹھے ہیں ان میں سے بعض مصری صاحب کی اس حرکت کو دیکھ بھی رہے ہیں"۔ یہ حصہ صاف طور پر بتاتا ہے۔ کہ باوجود ان کی طرف سے ایسی حرکات صادر ہونے کے جن سے طبائع میں اشتعال پیدا ہو جماعت صبر سے کام لے گی۔ اور انہیں کچھ نہیں کہیگی۔ وہ دیکھے گی کہ مصری صاحب کیا کر رہے ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ گند ظاہر کرتے چلے جائیں گے جماعت ان پر کوئی ظلم نہیں کرے گی۔ یہ وہ امر ہے

جو خواب میں پہلے سے بتایا گیا اور جس سے لازماً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اب جو اپنے مظالم کا وہ ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں۔ یہ جھوٹا ہے۔ اگر یہ خواب ان کا تسلیم شدہ خواب نہ ہوتا تب تو اس خواب کے مضامین ان پر حجت نہیں ہو سکتے تھے۔ مگر جب وہ اس خواب کو سچا تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ خواب میرے حالات پر چسپاں ہو رہی ہے۔ تو خواب تو یہ بتاتی ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ گندی حرکات کے مرتکب ہوں گے۔ جماعت احمدیہ کے مومن اپنے نفوس پر قابو رکھیں گے۔ اور انہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ مگر وہ جھوٹ بولتے ہوئے جماعت پر یہ الزام لگا رہے ہیں۔ کہ اس نے اُن پر کئی مظالم ڈھائے حالانکہ خواب بتا رہی ہے کہ ظلم جماعت کی طرف سے نہیں ہوگا۔ بلکہ مصری صاحب کی طرف سے ہوگا۔

پھر وہ کہتے ہیں۔

اس میں میری کامیابی کی بھی بشارت ہے جس پر آپ نے غور نہیں کیا۔ حالانکہ خواب میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ساری جماعت میرے ساتھ آگئی۔ اور مصری صاحب اکیلے پیچھے رہ گئے۔ پس جب ساری جماعت خواب میں میرے ساتھ آگئی تو معلوم ہوا کہ جماعت ان کے ساتھ نہیں اور نہ اس میں ان کی کسی کامیابی کی بشارت ہے۔ بلکہ یہ ان کے تنزل اور ادبار کی خبر ہے اور پہلے سے بتا دیا گیا ہے۔ کہ ان کا کیا انجام ہوگا۔ غرض جیسا کہ پہلے سے بتا دیا گیا تھا۔ انہوں نے منہ چڑایا مگر اس کے ساتھ ہی ملک غلام فرید صاحب کے خواب کے ذریعہ اللہ تعالٰے نے ان کے اعتراض کو بھی دور کر دیا اور بتا دیا کہ باوجود اس کے کہ مصری صاحب منہ چڑائیں گے جماعت ان کا سختی سے جواب نہیں دیگی۔ پس ان کا اس خواب کو سچا تسلیم کرتے ہوئے یہ شور مچانا کہ مجھ پر ظلم کیا گیا۔ بالکل جھوٹ اور بہتان ثابت ہوتا ہے۔ پھر یہ کہنا کہ چونکہ دائیں طرف مصری صاحب کو دیکھا گیا ہے اور بائیں طرف مجھکو اس لئے ان کا اصحاب الیمین میں شمار ہو گیا۔ اور میرا اصحاب الشمال میں۔ یہ اتنی احمقانہ بات ہے

کہ اس سے زیادہ حماقت کی بات اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ خواب میں جب بھی کوئی شخص دو آدمیوں کو دیکھے گا۔ لازماً ان میں سے ایک دائیں طرف ہوگا۔ اور دوسرا بائیں طرف۔ اگر خواب میں کوئی شخص دیکھے کہ اس کے ماں باپ اس سے ملنے آ رہے ہیں۔ تو یہ ضروری امر ہے کہ ان میں سے ایک دائیں طرف ہو اور دوسرا بائیں طرف اب اگر باپ دائیں طرف ہو تو کیا یہ سمجھا جائے گا کہ باپ جنتی ہے اور ماں دوزخی۔ اور اگر ماں دائیں طرف ہو تو کیا یہ سمجھا جائیگا کہ ماں جنتی ہے۔ اور باپ دوزخی۔ پھر اگر کوئی شخص خواب میں ایک مجمع دیکھے تو لازماً کچھ لوگ دائیں طرف ہونگے۔ اور کچھ بائیں طرف پھر کیا یہ کہا جا سکے گا۔ کہ ان میں سے آدھے جنتی ہیں۔ اور آدھے دوزخی۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس سے زیادہ

علم تعبیر سے ناواقفیت

اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ کہ انسان اتنی معمولی بات کو بھی نہ سمجھے۔ کہ دایاں اور بایاں ایک نسبتی امر ہے۔ اور یہ لازمی بات ہے۔ کہ جب بھی دو شخص خواب میں دیکھے جائیں ان میں سے ایک دائیں طرف ہوگا۔ اور دوسرا بائیں طرف۔ اور جو چیز لازمی ہو اسکی تعبیر نہیں کی جاتی۔ مثلاً یہ تو ہو سکتا ہے کہ انسان اگر کسی کا صرف ایک پیر دیکھے تو اس کی تعبیر کرے۔ سر دیکھے تو اس کی تعبیر کرے لیکن اگر کوئی خواب میں ایک آدمی دیکھے تو اس وقت یہ نہیں کہیں گے۔ کہ اس کے سر کی بھی تعبیر کرو اور ہاتھ کی بھی تعبیر کرو۔ اور پاؤں کی بھی تعبیر کرو۔ ایسی حالت میں تو اگر کوئی خاص نظارہ ہو تو صرف اسی کی تعبیر کی جائے گی۔ عام

چیزوں کی جنکا تعلق انسان کے ساتھ لازمی ہے۔ ان کی تعبیر نہیں کی جائیگی اگر اس امر کو مدنظر نہ رکھا جائے اور محض خواب میں دو شخصوں کو آتے دیکھکر جن میں سے ضروری ہے کہ ایک دائیں طرف ہو اور دوسرا بائیں طرف۔ یہ نتیجہ نکالا جائے کہ ایک جنتی ہے۔ اور دوسرا دوزخی تو اس صورت میں اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام آ رہے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام مثلاً دائیں طرف ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بائیں طرف تو نعوذ باللہ کہنا پڑے گا۔ کہ حضرت موسی علیہ السلام جنتی ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوزخی کیونکہ یہ شیخ صاحب کی بیان کردہ تعبیر ہے۔ مگر کیا کوئی بھی عقلمند اس تعبیر کو ماننے کے لئے تیار ہو سکتا ہے۔ اور کیا اس سے زیادہ احمقانہ بات بھی اور کوئی ہوگی۔ اگر دائیں اور بائیں میں نمایاں فاصلہ ہو۔ تب بیشک دائیں کی بھی الگ تعبیر ہوتی ہے اور بائیں کی بھی الگ۔

مثلاً کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ ایک جماعت دائیں طرف بیٹھی ہے۔ اور دوسری جماعت کچھ فاصلہ پر بائیں طرف۔ تو اس وقت ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ کچھ لوگ اصحاب الیمین ہیں اور کچھ اصحاب الشمال۔ لیکن جب سب لوگ اکٹھے بیٹھے ہوں۔ اس وقت یہ کہنا کہ ایک حصہ اصحاب الشمال میں سے ہے اور دوسرا اصحاب الیمین میں سے۔ اور اس لئے کچھ دوزخی ہیں اور کچھ جنتی۔ احمقانہ بات ہے

بالکل مفت:۔ دور حاضرہ کی نہایت عجیب و غریب حیرت انگیز ایجاد کی توضیح کا حال

رسالہ

زندہ موت

مفت حاصل کرنے کیلئے اپنے علاقہ کے بارسوخ پڑھے لکھے دس رؤسا کے مکمل پتے ایک خط پر لکھ کر ارسال کریں۔ رسالہ مفت ارسال کر دیا جائیگا

ڈاکٹر ایم اسمٰعیل نمبر ۳۹ میکلوڈ روڈ۔ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر دائیں بائیں کا جو مفہوم مصری صاحب بتاتے ہیں وہ بھی درست نہیں۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ جب امام کے ساتھ ایک مقتدی ہو۔ تو وہ اس کے دائیں طرف کھڑا ہو جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ مقتدی دائیں طرف ہو اور امام بائیں طرف کیا اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ شریعت کے مطابق امام ہمیشہ ادنیٰ درجہ کا ہوتا ہے۔ اور مقتدی اعلیٰ درجہ کا۔

اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ کہ اس نے

مصری صاحب کے اعتراض کا قلع قمع

خود ملک غلام فرید صاحب کی ہی ایک اور خواب سے کر چھوڑا ہے۔ جو مصری صاحب کی تسلیم کردہ خواب سے پہلے کی خواب ہے انہوں نے ۸؍ مئی کو ڈیرہ دُون سے جہاں وہ تبدیل آب و ہوا کے لئے گئے ہوئے تھے۔ مجھے ایک خط لکھا۔ جو ۸؍ مئی کو قادیان پہنچا اور قادیان سے ہوتے ہوئے ۱۲؍ مئی کو مجھے سندھ میں ملا۔ اس خط میں ملک غلام فرید صاحب لکھتے ہیں

سیدی حضرت امیر المومنین ایدکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پچھلے دنوں میں نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ جو حضور کی خدمت میں عرض ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت ام المومنین کے اس کمرہ میں جس میں بیت الدعا واقع ہے۔ پانچ کرسیوں پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت نواب صاحب حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب۔ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیٹھے ہیں۔ مجھے اب ان کرسیوں کی ترتیب یاد نہیں رہی۔ صرف اتنا یاد ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف بیٹھے ہیں۔ اس طرح پر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مونہہ بالکل قبلہ کی طرف ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کچھ مونہہ قبلہ کی طرف اور کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف۔ باہر صحن میں بہت سے لوگ جمع ہیں۔ میں اپنے متعلق کہہ نہیں سکتا۔ کہ میں بھی اس کمرہ سے باہر ہوں یا اندر ہوں۔ لیکن غالباً باہر ہی ہوں لیکن اندر بیٹھنے والے بابرکت وجودوں کے بالکل ہی قریب کہ مجھے سب کچھ ان کا نظر آ رہا ہے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کرسی کے پاس ہی (ایسا یاد ہے کہ بالکل ساتھ ملا ہوا) دائیں بازو پر کھڑا ہوں۔ لیکن حضرت صاحب کا چہرہ مجھے نظر نہیں آتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سارا لباس سفید ہے۔ یہانتک کہ کوٹ بھی لٹھے کا سفید پہنا ہوا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پگڑی ہرے رنگ کی ہے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کا رنگ ایسا ہے۔ جیسے حضور یعنی آپ کی ڈاڑھی کا۔ جبکہ اُس کو مہندی لگائے آٹھ یا دس دن گذر چکے ہوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی کا قد بھی آپ کی ڈاڑھی کے قد کے برابر ہے۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی بالکل حضور کی ڈاڑھی جیسی ہے۔ خواب میں ایسا معلوم ہوا ہے کہ آپ کسی دوسرے کمرہ میں کسی تقریر کی تیاری میں مشغول ہیں۔ اور کوئی بہت بڑی تقریب ہے جس پر آپنے تقریر کرنی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس تقریر کے سننے کی خاطر تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اور صحن میں جو بہت سے لوگ ہیں۔ وہ بھی اسی لئے آئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کے رُوحانی مراتب میں بہت بہت ترقی دے اور مجھے حضور کا سچا اور پکا خادم بنائے اور ہمیشہ حضور کے دامن کے ساتھ وابستہ رکھے"!

اس خواب میں ملک غلام فرید صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف بیٹھے دیکھا ہے۔ اور صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بائیں طرف بیٹھے ہیں" اب یہاں اگر وہی تعبیر لگائی جائے۔ جو مصری صاحب نے کی۔ تو نعوذ باللہ کہنا پڑیگا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دائیں طرف دکھلایا گیا ہے۔ اور آپ کو بائیں طرف۔ اب سورۃ الواقعہ میں اصحاب الشمال کا حال پڑھ لیں وہاں صاف لکھا ہے۔ وانھم کانوا قبل ذالک مترفین وکانوا یصرون علی الحنث العظیم کیا ایسی گندی اور ناپاک تعبیر جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو نعوذ باللہ جہنمی قرار دینا پڑے اس قابل ہوسکتی ہے کہ اسے صحیح تصور کیا جائے۔ اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ یہ تعبیر کس قدر غلط ہے۔ اس تعبیر کو اگر درست سمجھا جائے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نعوذ باللہ من ذالک جہنمی ماننا پڑتا ہے۔

کیونکہ ملک غلام فرید صاحب نے انہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف دیکھا مگر ہم میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں، جو ایسی گندی اور ناپاک تعبیر اس خواب کی کرسکے۔ پس ان کی یہ تعبیر ان کے نفس کا اختراع ہے حقیقت سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں۔

پھر وہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ خواب میں انکے متعلق بین طور پر یہ بتایا گیا ہے۔ کہ وہ مونہہ چڑا رہے ہیں۔ اب کیا مونہہ چڑانا مومنانہ شیوہ ہے جب نہیں۔ تو انہیں خود اپنے ایمان کا فکر کرنا چاہیئے۔ اور بجائے اسکے کہ دوسروں کو سمجھائیں انہیں خود سوچنا چاہیئے۔ کہ انکا انجام خواب سے کیا ظاہر ہو رہا ہے۔ اگر ان میں کچھ بھی عقل و فہم ہوتی تو وہ اپنے آپ کو دائیں طرف اور مجھے بائیں طرف خواب میں معلوم کر کے اس نتیجہ پر پہنچتے۔ کہ دائیں طرف ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ

میرے احسانات کے نیچے دبے ہوئے

ہیں۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب تم صدقہ کرو۔ تو دائیں طرف سے شروع کرو۔ پس اس خواب کے یہ معنے تھے۔ کہ میں نے اس شخص سے کئی دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ حسن سلوک کیا۔ اور متواتر اس سے احسانات کیئے مگر یہ ایسا احسان فراموش نکلا۔ کہ میرے حسن سلوک کے باوجود میرا مونہہ چڑاتا رہا۔ پس ان کے دائیں طرف ہونے میں ان کی کوئی فضیلت نہیں۔ بلکہ انہیں میرے احسانات کا زیر بار دکھایا گیا ہے۔ چنانچہ اس کی مثال حدیثوں سے بھی ملتی ہے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مجلس میں دودھ پیش کیا گیا۔ آپ نے اس میں سے کچھ تھوڑا سا دودھ پینے کے بعد اپنے دائیں بائیں دیکھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت آپ کے بائیں طرف تھے اور آپکے دائیں طرف ایک نوجوان لڑکا بیٹھا تھا۔ آپنے اس لڑکے کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ کہ میرے اس تحفہ پر حق تمہارا ہی ہے۔ کیونکہ تم دائیں طرف ہو مگر کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو۔ کہ میں یہ دودھ ابوبکرؓ کو دیدوں۔ وہ لڑکا کہنے لگا۔ یا رسول اللہ میں اپنا حق چھوڑنے کیلئے تیار نہیں۔ اس مثال کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے خواب پر غور کریں تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ خواب میں جو کچھ بتایا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ میں نے مصری صاحب سے ہمیشہ دائیں والا سلوک کیا۔ مگر یہ میرا منہ چڑاتے رہے۔ مصری صاحب کا یہ کہنا کہ خواب میں بتایا گیا ہے۔ کہ میری کارروائیوں کو جماعت دیکھے گی۔ اور بُرا نہیں منائیگی۔ بتاتا ہے۔ کہ میں کامیاب ہونگا۔ صریح غلط بیانی ہے۔ خواب کے الفاظ یہ ہیں "سٹیج پر جو دوسرے لوگ بیٹھے ہیں ان میں سے بعض مصری صاحب کی اس حرکت کو دیکھ بھی رہے ہیں"۔ اس بعض کے لفظ کو اڑا دینا مصری صاحب کی اس ذہنیت کو آشکارا کرتا ہے جو ان میں اب جماعت سے علیحدہ ہو کر پیدا ہو گئی ہے ہم تو خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ بعض لوگ انکے ہم خیال ہیں۔ لیکن بعض کا لفظ اڑا کر جماعت کا لفظ اختیار کرنا اور اس سے کامیابی کا نتیجہ نکالنا دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے خواب میں صاف بتایا گیا ہے۔ کہ جماعت کی اکثریت میرے ساتھ ہے تبھی تو جب میں اٹھا۔ تو وہ ساتھ اٹھکر چلے آئے ورنہ وہ مجھے چھوڑ کر مصری صاحب کے ساتھ رہتے اور سب کے سب ملکر گیدڑوں کی طرح منہ چڑانے لگتے۔

درحقیقت انہوں نے اس خواب کی جو تعبیر کی ہے۔ اسی سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان کا علم محض سطحی ہے۔ تعبیر کے علم سے انہیں کوئی مناسبت نہیں۔ کیونکہ تعبیر ایک رُوحانی علم ہے۔ اور وہ روحانی کوچہ سے بالکل ناآشنا ہو چکے ہیں۔ اور مجھ پر اعتراض کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام پر حملہ کر رہے ہیں۔ جو دوسری خواب میں نے ملک صاحب کی بتائی ہے۔ اس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک ملک صاحب کو بالکل میری ڈاڑھی کے مطابق اور ہم شکل دکھائی گئی ہے جس میں یہ اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ جو مجھ پر حملہ کریگا وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت پر حملہ کریگا۔ کیا مصری صاحب یا ان کے ساتھی اس سے فائدہ اٹھائیں گے پھر یہی ملک غلام فرید صاحب اپنے اس خط میں لکھتے ہیں۔ "ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ مسجد مبارک کی وہ چھوٹی کھڑکی جو بیت الفکر میں کھلتی ہے اور جس میں سے ہو کر خدا کے مسیح پاک مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے۔ اسکے پاس آپ کھڑے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں کہ جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھنا ہو۔ وہ اس کھڑکی میں سے گذر جائے۔ لوگ ایک ایک کرکے اندر جا رہے ہیں میں بھی اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بجائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آپ ہی اندر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں خواب میں حیران ہوتا ہوں کہ انکو تو یعنی حضور کو میں باہر کھڑکی کے پاس چھوڑ کر آیا ہوں۔ اور اندر بھی خود ہی بیٹھے ہیں"۔

اس خواب نے بتا دیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اور میرا حال ایک ہی ہے اور جو اعتراض مجھ پر کیا جاتا ہے وہی اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی عاید ہوتا ہے۔ پس چونکہ اللہ تعالیٰ یہ جانتا تھا۔ کہ ایک اعتراض محمود پر یہ پڑنے والا ہے۔ کہ خواب میں اسے بائیں طرف دکھایا گیا ہے۔

دنیا موتی سرمہ کے ہی گیت گا رہی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

143

قادیان کی معزز ہستیاں موتی سرمہ کو ہی ترجیح دیتی ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاندان مبارک موتی سرمہ کو ہی پسند فرماتا ہے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تعالےٰ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے بہت مفید پایا۔ گزشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب بھی آپکا موتی سرمہ استعمال کیا مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے خاندان ذی الاحترام میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے شاہی حکیم مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے صاحبزادگان تحریر فرماتے ہیں۔ "پچھلے دنوں عزیز عبد الباسط کو آشوب چشم اور ککروں کی تکلیف تھی۔ اس سے قبل اور بھی کئی ایک ادویہ استعمال کی گئیں۔ لیکن آپ کا موتی سرمہ بہت مفید اور کامیاب رہا۔ درحقیقت یہ بہت ہی قابل قدر چیز ہے"۔

حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ ناظر تالیف و تصنیف تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "مدرسۃ الخواتین کی ایک طالبہ کو ککروں کی وجہ سے سخت تکلیف تھی چنانچہ وہ پڑھائی کرنے سے بھی عاجز ہو گئی تھی۔ اس نے آپ کا موتی سرمہ چند روز استعمال کیا جس سے اسکو بہت فائدہ ہوا۔ اب وہ باقاعدہ پڑھتی ہے۔ میں یہ اطلاع آپ کو اس لئے دیتا ہوں۔ تاکہ اور لوگ بھی آپ کے سرمہ کی اس خوبی سے آگاہ ہو کر اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب سابق مبلغ بلاد یورپ حال پرائیویٹ سیکرٹری حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ کا موتی سرمہ میں نے ککروں کیواسطے استعمال کیا اور بہت مفید پایا"۔

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لیکن آپ کے سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی۔ اور اب ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل درست اور ٹھیک ہو گئی ہے۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور بعد دل آپ کے تقاضا کے محض فائدہ عام کے لئے ان الفاظ کو آپ تک پہنچاتا ہوں۔ کہ میری یہ تحریر شائع کر دیں۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہو سکیں۔

جناب میر محمد اسحاق صاحب فاضل سپرنٹنڈنٹ احمدیہ کالج و ناظر ضیافت تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے ککروں کی شکایت مدت سے تھی رات کو مطالعہ سے خارش۔ جلن۔ پانی بہنا یہ عوارض زور پکڑ جاتے تھے۔ آپ کے موتی سرمہ نے مجھے بہت فائدہ دیا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

جناب ملک مولا بخش صاحب پریذیڈنٹ سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میرے لڑکے کی آنکھوں کو بوجہ ککروں کے سخت تکلیف تھی۔ مدرسہ جاتا۔ تو واپس آجاتا۔ کہ آنکھیں درد کرتی ہیں۔ ایک دوست ڈاکٹر نے اسے عینک تجویز کر دی۔ اس سے بھی فائدہ نہ ہوا۔ ایک ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ بجلی سے ککرے جلانے پڑینگے۔ اس اثناء میں ہی خیال کا خیال ہی تھا۔ کہ آپ کا اشتہار نظر پڑا۔ خیال ہوا۔ کہ پہلے آپ کا موتی سرمہ استعمال کرا کے دیکھ لوں۔ چنانچہ ایک شیشی آپ سے منگا لی گئی۔ اس کے چند روز کے استعمال سے تمام عوارض جاتے رہے۔ اور اب وہ بغیر عینک کے باقاعدہ پڑھتا ہے اب بفضل خدا اس کی آنکھیں بالکل تندرست ہیں۔ اور میں اس کے لئے آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں۔

جناب خواجہ غلام نبی صاحب چیف ایڈیٹر الفضل ۱۱ر اپریل ۱۹۳۲ء کے الفضل میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میری والدہ صاحبہ کو جن کی آنکھوں میں خارش اور پانی بہنے کی شکایت تھی۔ آپکا ساختہ موتی سرمہ استعمال کرایا گیا۔ اور چند ہی دنوں میں نمایاں فائدہ محسوس ہوا۔ اسطرح مجھے ذاتی طور پر اس سرمہ کے مفید اور فائدہ رساں ہونیکا علم ہوا۔ اور میں خوشی سے اسکا اظہار کرتا ہوں۔ تاکہ دوسرے ضرورت مند احباب بھی اس مفید چیز سے فائدہ اٹھائیں۔

آؤ میدان میں

اگرچہ سب ہی کہتے ہیں۔ کہ ہماری چیز سب سے اچھی ہے مگر

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

موتی سرمہ کے اعلیٰ ہونیکے متعلق قادیان کی بڑی بڑی ہستیوں کے علاوہ سند یافتہ سرکاری ڈاکٹروں کی قیمتی رائیں۔ آپ اس اشتہار میں ملاحظہ فرمائیے۔ اگر اور کسی کے پاس بھی ایسی اعلیٰ چیز ہو۔ تو وہ بھی اپنے سرمہ کے متعلق اس پایہ کی شہادتیں پیش کرے لہٰذا آپ اچھی طرح بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ قادیان میں

بہترین سرمہ موتی سرمہ ہی ہے

اور آپ کو اپنی پیاری آنکھوں کے لئے یہی مقبول عام سرمہ ہی خریدنا چاہیئے۔

ڈاکٹر صاحبان موتی سرمہ کے ہی گیت گا رہے ہیں

جناب ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب سپرنٹنڈنٹ کنٹونمنٹ فیروزپور چھاؤنی سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "آپ کے موتی سرمہ کی خدا کے فضل سے فیروزپور میں دھوم مچ گئی ہے میری آنکھیں مجھے قریباً جواب ہی دے چکی تھیں۔ خیال تھا۔ کہ موگا جا کر آنکھوں کا علاج کراؤں۔ ایکایک الفضل پڑھتے پڑھتے آپ کے اشتہار پر نظر پڑی منگوایا۔ استعمال کیا۔ سرمہ کیا ہے۔ گویا اللہ تعالےٰ کی رحمت کا کرشمہ ہے۔ میں تو کیا۔ جس جس نے بھی استعمال کیا۔ اس کے مسیحائی اثر کو دیکھ کر حیرت میں رہ گیا۔ براہ کرم سات تولہ موتی سرمہ سات شیشیوں میں علیحدہ علیحدہ بذریعہ وی۔ پی بھیج دیجئے۔

جناب ڈاکٹر بشیر علی صاحب میڈیکل آفیسر انچارج نمبر ۱ ہیکٹشن ہسپتال عدن سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "آپ سے موتی سرمہ منگوایا تھا۔ وہ ختم ہو چکا ہے۔ ایک تولہ اور بھیج دیجئے۔ یہاں پر اس کی مانگ بہت زیادہ ہے۔ بہتر ہو۔ کہ آپ کسی لوکل تاجر سے خط و کتابت کر کے اسے مارکیٹ میں مشہور کریں۔ تجربہ سے اس قدر مفید ثابت ہوا ہے۔ کہ میں اپنے مریضوں کو صرف اسی کے استعمال کرنیکی ہدایت کرتا ہوں۔ اور نتائج نہایت خوشگوار رہتے ہیں۔

جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب آئی۔ ایم۔ ڈی انڈین ملٹری ہسپتال میمو برما سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ پہلے ایک تولہ سرمہ آپ سے منگوایا بیوی بچوں کو اس سے بہت ہی فائدہ ہوا۔ کئی ایک اوروں کو بھی بہت فائدہ ہوا۔ جزاک اللہ احسن الجزاء ایک تولہ اور بذریعہ وی پی بھیج دیں

جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب ایس۔ اے ایس جنرل ہسپتال اکیاب برما سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ کا موتی سرمہ بعض مریضوں کو منگوا کر دیا نہایت مفید پایا۔ اب مجھے اپنے لئے خود ضرورت ہے۔ ایک تولہ سرمہ بذریعہ وی پی ارسال فرمائیے

جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب آئی۔ ایم۔ ڈی نمبر ۱ سیکشن لاہور چھاؤنی سے لکھتے ہیں۔ کہ اکثر مریضوں کو آپ کا سرمہ استعمال کرایا گیا بلاشبہ بہت ہی مفید اور اکسیر چیز ہے دو تولہ اور بذریعہ وی۔ پی۔ بھیجدیں۔

جناب ڈاکٹر محمد انعام اللہ خان صاحب ریلوے ڈسپنسری دولت پور ضلع کانگڑہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "عرصہ ایک ماہ کا ہونے آیا۔ خاکسار نے آپ سے ایک تولہ موتی سرمہ بذریعہ وی پی پارسل منگوایا تھا میری نانی صاحبہ کی آنکھوں کو بہت فائدہ ہوا۔ ان کی آنکھوں میں جالا تھا۔ اور جالے کے نیچے پھولا پڑ گیا تھا۔ سرمہ کے استعمال سے جالا تو بالکل دفع ہو گیا اور پھولا بھی نصف کے قریب کٹ چکا ہے۔ نصف باقی رہ گیا ہے۔ اور پہلے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ اب نظر آنے لگ گیا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء اللہ تعالےٰ آپ کو برکت دے واقعی آپ کا سرمہ آنکھوں کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ براہ کرم ایک تولہ اور ارسال فرمائیں

جناب ڈاکٹر ایم۔ ایس صاحب اسسٹنٹ سرجن نمبر ۵ (برما) سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "جناب سے پچھلے دنوں ۲ تولہ سرمہ منگوایا تھا۔ اور جس دوست کیواسطے منگوایا تھا۔ انہوں نے اسکو استعمال کیا۔ ان کو ماخونہ اور دھند کی شکایت تھی۔ اب ان کی ۳/۴ حصہ بیماری دور ہو گئی ہے۔ اور پہلے سے حالت میں نمایاں فرق ہے۔ براہ مہربانی پتہ ذیل پر ایک تولہ اور موتی سرمہ میرے ایک دوسرے دوست کے نام بذریعہ وی۔ پی جلد بھیجا دیں

جناب میڈیکل آفیسر صاحب چاہ بہار (ایران) سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ یہاں ایک ہندوستانی سیٹھ کی آنکھیں کئی سالوں سے خراب تھیں۔ لیمپ کی روشنی میں بیٹھ کر اگر ایک گھنٹہ بھی کام کرتا تو دوسری صبح آنکھیں اس قدر سوج جاتی تھیں۔ کہ دکھائی نہ دیتا تھا اور مارے درد کے جان جاتی تھی۔ کام کی زیادتی اور دیگر ذمہ واریاں ہندوستان جا کر علاج کرانے کی مانع تھیں بعد از ملاحظہ آپ کا ایجاد کردہ موتی سرمہ استعمال کرایا گیا۔ اب وہ بالکل تندرست ہیں۔ دن رات اپنا کام کرتے ہیں۔ نظر صاف ہو گئی ہے۔ اور سوزش بالکل جاتی رہی۔ آپ کا سرمہ حیرت انگیز اثر رکھتا ہے۔ واقعی آنکھوں کی بیماری کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ براہ کرم دو تولہ موتی سرمہ اور بھیج دیجئے۔

ضروری اطلاع — دوستوں کو یہ بات بخوبی نوٹ کر لینی چاہیئے۔ کہ قادیان میں بہترین سرمہ موتی سرمہ ہی ہے۔ جسکے اپنے بیگانے یکساں گیت گا رہے ہیں قیمت ایک تولہ کی شیشی دو روپے آٹھ آنے نصف تولہ کی ایک روپیہ چار آنے

ملنے کا پتہ:- **منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب**

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کی تربیت

۱- خان بہادر چودھری ابوالہاشم صاحب ایم اے ڈھاکہ بنگال سے تحریر فرماتے ہیں:-

(ترجمہ انگریزی)

میں نے اس کتاب کو پڑھا ہے۔ واقعی یہ کتاب مدرسوں اور بچوں کے والدین کیلئے بہت ہی مفید ہے۔

۲- عالیجناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد دکن سے

تحریر فرماتے ہیں:- آپ کی کتاب کو میں نے اول سے اخیر تک دیکھا۔ الحمدللہ بہت اچھی ہے۔ ہر ایک مرد عورت لڑکا لڑکی بہت ہی کارآمد باتوں کا علم اس سے حاصل کر سکتا ہے۔ یہ کتاب تو مدارس میں جاری کروانے کے قابل ہے۔ خدا تعالےٰ بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائے۔

۳- جناب ڈاکٹر گولا سنگھ صاحب گوجرانوالہ

سے تحریر فرماتے ہیں:- میں نے شروع سے اخیر تک اس کتاب کو پڑھا۔ قابل مصنف نے بڑی عرق ریزی اور وسیع تجربے کی بنا پر یہ کتاب لکھی ہے۔ والدین کے لئے واقعی یہ خدائی نعمت سے کم نہیں اردو زبان میں آج تک کسی نے یہ جدت نہ کی تھی۔ یہ اپنی نوعیت کی اردو لٹریچر میں لاثانی کتاب ہے۔ میری یہ دلی خواہش ہے۔ کہ ہر گھر میں یہ کتاب پہنچے۔ اور بچوں کی نیک تربیت کا باعث ہو۔

۴- سردار ہرنارائن سنگھ صاحب بیدی گورنمنٹ کنٹریکٹر

فرماتے ہیں:- بچوں کی تربیت نام کی کتاب میرے مطالعہ میں آئی۔ جس جذبے اور درد سے یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ بہت ہی قابل مبارکباد ہے۔ بچوں کی معمولی اور روزمرہ کی حرکات کو مدنظر رکھ کر جس دلچسپ پیرائے میں ان سے فائدہ اٹھانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتا۔ مجھے یقین ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے والدین کو اپنے بچوں کی اصلاح کرنے میں بہت آسانی ہو جائے گی۔ مصنف نے ہر ایک بات کو دلائل اور واقعات کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ ساتھ ساتھ دلچسپ لطیفے بھی درج کر دئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اخلاق کے سدھار کے لئے ماسٹر صاحب موصوف نے ایک بہت بڑا کام کیا ہے۔ جس کا ہمیں شکرگذار ہونا چاہیئے۔ ہندو مسلمان اور سکھوں کے لئے برابر کی مفید ہے۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ بچوں میں عالمگیر محبت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور وسیع القلبی عالی حوصلگی۔ رواداری کا سبق دیا گیا ہے۔

ابراہیم عادل گلی بدر رو کلاں گوجرانوالہ

مأالذہب

سونے کے استعمال کے اور سب طریقوں سے یہ طریقہ سب سے زیادہ موثر ثابت ہوا ہے ہر قسم کی کمزوری کے لئے سونا ایک خاص چیز ہے۔ مگر محلول سونے کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ فوراً ہی خون میں جذب ہو کر اپنا اثر شروع کر دیتا ہے۔ اور اعضائے رئیسہ پر اس کا اثر بہت جلد معلوم ہوتا ہے معدہ پر اس کا اثر غذا کی خواہش زیادہ ہونیکی صورت میں محسوس ہوتا ہے سل اور دق کے مریضوں کے لئے اس کا استعمال عرق گذر عنبری کے ساتھ نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ ضعف باہ کے مریض اس کو ویدک یونانی دواخانہ دہلی کے تیار کردہ شربت مفرح کے ساتھ استعمال کر کے موسم گرما میں بھی بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس کے دوران استعمال میں دودھ مکھن وغیرہ خوب کھا سکتے ہیں۔ یہ ایک عجیب و غریب شے ہے۔ جو فوراً ہی اپنا اثر دکھاتی ہے۔

قیمت فی تولہ ۵ روپے فی ماشہ ۸ آنے

المشتہر

منیجر ویدک یونانی دواخانہ زینت محل دہلی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعلان نکاح

۷ر جولائی ۱۹۳۶ء - حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعد نماز عصر مبارکہ بیگم دختر مفتی فضل احمد صاحب ساکن جموں کا نکاح بشارت احمد پسر ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی۔اے کے ساتھ اعلان فرمایا۔ حق مہر مبلغ ۵۰۰ روپے جس میں زیور اور کپڑا محسوب نہ ہوگا۔

مفتی محمد صادق قادیان

ایک نفع مند تجارت

جماعت احمدیہ کے اکثر افراد پر روشن ہے کہ صدر انجمن احمدیہ و دیگر مقتدر احباب جماعت نے صوبہ سندھ میں ایک بہت بڑی جائداد زمین کی صورت میں پیدا کر رکھی ہے۔ اور اس کے انتظام کے لئے ایک محکمہ قائم ہے۔ جو سنڈیکیٹ صدر انجمن احمدیہ کے نام سے موسوم ہے۔

سنڈیکیٹ مذکور ہر سال دیگر فصلوں کے علاوہ کپاس کی فصل بہت بڑی مقدار میں پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ اراضی سندھ اور اس کی آب و ہوا کپاس کی کاشت کے لئے نہایت موزوں ثابت ہوئی ہے۔ امسال بجائے کپاس کے اس کو بیلی کر روئی اور بنولوں کی شکل میں فروخت کرنے سے زیادہ منافع حاصل ہوا۔

سنڈیکیٹ نے اس تجربہ کی بنا پر فیصلہ کیا ہے کہ سندھ میں ایک روئی بیلنے کا کارخانہ قائم کیا جائے۔ اور علاوہ حصہ داران اراضی سندھ کے دوسرے سرمایہ دار دوستوں کو بھی موقعہ دیا جائے کہ ان میں سے جو دوست اپنا روپیہ اس نفع مند تجارت پر لگانا چاہتے ہیں۔ وہ اس میں شامل ہو سکیں۔ فی حصہ دس روپے قیمت رکھی گئی ہے جس قدر حصص کوئی دوست خریدنا چاہیں۔ اسکی اطلاع دیں۔ مگر ترجیح ان اصحاب کو دیجائیگی۔ جو کم از کم ایک سو حصص (مالیت ایکہزار روپے) خرید کرینگے جو دوست بطور حصہ دار فیکٹری مذکور میں شامل ہونا چاہیں۔ وہ جلد میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔ اور جتنے حصے خریدنا چاہتے ہوں۔ انکا روپیہ تیار رکھیں تا فیصلہ ہونے پر فوراً طلب کیا جا سکے۔

فرزند علی عفی عنہ محاسب سنڈیکیٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان

قوت مردانہ کی اکسیر مایوس مریضوں کی سچی رفیق

امرت بوٹی

یہ قوت اور طاقت کا سرچشمہ نہ سونے چاندی کا مرکب ہے نہ عنبر اور موتیوں کا بلکہ آسام و بنگال کی کثیر التعداد بوٹیوں کا کیمیاوی جوہر ہے۔ اس کے چند روز کے استعمال سے جسم میں ایک نیا خون پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ جریان۔ سرعت کو دور کر کے مریض کو پوری طاقت بخشتی ہے۔ انسان ہمیشہ کے لئے تمام طاقت ور ادویات سے بے نیاز ہو جاتا ہے تمام جسم کو لوہے کی طرح مضبوط کر دیتی ہے۔ تین ہفتہ کی پوری خوراک ۵۰ گولی عہ امرت جو بے ضرر ہے اس کے ساتھ روانہ ہوتا ہے۔

امرت بوٹی استعمال کریں اور طلاء کا استعمال جاری رکھیں۔ کوئی پرہیز نہیں ہے۔ ایک شیشی امرت صرف ۱ر کل ۳/۲/ علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:- مینجر احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر کینٹ پنجاب

آج کل کی تمام موسمی علالتیں (امراض)

یعنی

بدہضمی — متلی — قے — ہیضہ — دست — انفلوئنزا — کھانسی

یا دیگر موسمی بخار تمام ہاضمہ کی خرابیوں کے نتائج ہیں اس لئے ان سب کے لئے آجکل مکمل ڈاکٹر حکیم و وید ایک

امرت دھارا

رجسٹرڈ

نہ صرف ہاضمہ کی تمام خرابیوں کے لئے زمانہ میں مشہور ہے بلکہ کمال درجہ کی انٹی سپٹک بھی ہے ہیضہ بخار وغیرہ سے ہمیشہ محفوظ رکھتی ہے

گھر میں رکھئے۔ جیب میں رکھئے۔ بھولئے نہیں صحت روپیہ اور وقت سب کو بچاوے گی!

قیمت:- فی شیشی دو روپے آٹھ آنے (عہ٨/) نصف شیشی ایک روپیہ چار آنے (عہ/) نمونہ صرف آٹھ آنے (٨/)

احتیاط:- نقلوں سے بچو۔ کیونکہ سخت و دیرینہ امراض میں دھوکہ دے کر دکھ و تشویش کو بڑھا دیں گی۔ صحت کے معاملہ میں کبھی نقلوں پر اعتبار نہ کرو!

خط و کتابت و تار کیلئے پتہ:- **امرت دھارا ۱۲۵ لاہور**

المشتہر

مینجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ امرت دھارا ڈاک خانہ۔ لاہور

نارتھ ویسٹرن ریلوے

۱۔ والٹن ٹریننگ سکول نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور چھاؤنی میں سٹیشن ماسٹر گروپ سٹوڈنٹس اور ریلیف کلرکوں کا کام سیکھنے کی جماعتوں میں داخلے کی درخواستیں مدعو کی جاتی ہیں۔ دونوں نصاب ۹ ؍ ۱۳ ؍ ۳۷ کو شروع ہوں گے۔

۲۔ سٹیشن ماسٹر گروپ سٹوڈنٹس میں ۱۲۰ اسامیاں خالی ہیں۔ اور ۲۵ اسامیاں ریلیف کلرکوں کی ہیں۔ ان میں سے بعض اسامیاں مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے لئے مخصوص ہوں گی۔ بشرطیکہ ان اسامیوں کے لئے جو کم از کم قابلیت درکار ہے۔ وہ اس کے مالک ہوں۔

	سٹیشن ماسٹر گروپ	ریلیف کلرک
مسلم	۷۲	۱۵
اینگلو انڈین دیوریین	۶	۱
ہندوستانی عیسائی پارسی اور سکھ وغیرہ	۱۱	۲

۳۔ درخواست کنندوں کے لئے لازمی ہے۔ کہ ان کے پاس کسی مستند یونیورسٹی کے میٹریکولیشن کے سیکنڈ ڈویژن یا اس کے برابر کی کوئی اور سند ہو۔ سٹیشن ماسٹر گروپ میں داخل ہونے والوں کے لئے لازمی ہے۔ کہ وہ داخلے کے روز ۱۸ سال سے کم اور ۲۰ سال سے زیادہ عمر کے نہ ہوں۔ اور ریلیف کلرکوں کے لئے کم از کم عمر ۱۸ سال اور زیادہ سے زیادہ ۲۵ سال کی عمر کی شرط ہے۔ جن امیدواروں کے پاس سکول ریلونگ سرٹیفکیٹ ہوں گے۔ یا جنہوں نے امتحان میٹریکولیشن درجہ سوم میں پاس کیا ہے۔ ان کی درخواستوں پر غور نہیں کیا جائے گا۔

۴۔ درخواست کنندوں کے لئے لازمی ہے۔ کہ وہ داخلے کا مقررہ فارم اپنے ہاتھوں سے پُر کریں۔ جو ایک روپے میں مندرجہ ذیل شیڈول کے کالم ۲ میں مندرج سٹیشنوں کے سٹیشن سپرنٹنڈنٹوں یا سٹیشن ماسٹروں سے مل سکتا ہے۔ ایک مطبوعہ لفافہ جس پر پتہ چھپا ہوگا۔ فارم کے ساتھ مفت دیا جائیگا۔ اسے امیدوار کو اپنے ہاتھوں پُر کرنا ہوگا۔ اور بذریعہ ڈاک ارسال کرنا ہوگا۔ دستی نہ بھیجا جائے۔ داخلے کے فارم کے ساتھ چال چلن کے سرٹیفکیٹ اور علمی قابلیت کی سند اور ان کھیلوں کے متعلق سرٹیفکیٹ کی نقول جن میں امیدوار کو دلچسپی ہے بھیجی جائیں۔ یہ درخواست متعلقہ ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ کو ۳ ؍ ۸ ؍ ۳۷ تک پہنچ جانی چاہئیں۔

۵۔ اس کے علاوہ اگر کسی امیدوار نے داخلے کے لئے کوئی اور طریقہ یا ذریعہ اختیار کیا۔ تو اس کی درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا۔

۶۔ ٹریننگ سکول میں داخلے کے لئے آخری انتخاب لاہور میں سنٹرل سلیکشن بورڈ کریگا۔ پہلی مرتبہ ان امیدواروں کو جن کی درخواستیں منتخب کی جائیں گی۔ ڈویژن کے ہیڈ کوارٹر میں انٹرویو کے لئے طلب کیا جائیگا۔ جہاں ڈویژنل سلیکشن بورڈ ۲۳ ؍ ۸ ؍ ۳۷ کو صبح کے دس بجے ان سے ملاقات کریگا۔ ان امیدواروں کو اپنے خرچ پر آنا ہوگا۔ باقی تمام درخواستیں فائل کر دی جائیں گی۔ اور ان کے متعلق مزید خط وکتابت نہیں کی جائے گی۔ ڈویژنل سلیکشن بورڈ میں جو امیدوار منتخب ہوں گے۔ انہیں مقررہ ڈاکٹری معائنہ میں بھی کامیاب ہونا ضروری ہوگا۔ اسکے بعد انہیں ۹ ؍ اکتوبر اور ۱۰ ؍ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو نارتھ ویسٹرن ریلوے کے صدر دفتر واقع ایمپرس روڈ لاہور میں سنٹرل سلیکشن بورڈ میں ملاقات کے لئے پیش ہونا ہوگا۔ اس انٹرویو کے لئے انہیں مفت پاس دیئے جائیں گے

۷۔ جن امیدواروں کو انجام کار سنٹرل سلیکشن بورڈ منتخب کریگا۔ وہ سکول میں داخل کئے جائیں گے بشرطیکہ وہ مندرجہ ذیل رقوم پیشگی داخل کرنے کو تیار ہوں۔ رقوم ضمانت کی واپسی یا ضبطی کے متعلق قواعد معاہدے میں درج ہیں۔ اس معاہدے پر سٹامپ لگا ہوگا سکول میں داخلے پر اس معاہدے پر دستخط کرنے لازمی ہوں گے۔

(۱) زر ضمانت	۳۰ روپے
(۲) معاہدے کیلئے سٹامپ کی قیمت	ایک روپیہ
(۳) طعام کا زر ضمانت	۱۰ روپے
میزان	۴۱ روپے

ٹریننگ کا عرصہ سٹیشن ماسٹر گروپ سٹوڈنٹس کیلئے ۱۰ مہینے اور ریلیف کلرکوں کیلئے ایک مہینہ ہوگا اس عرصہ میں منتخب امیدواروں کو ۱۸ روپے ماہوار گزارہ کیلئے الاؤنس دیا جائیگا جسمیں ۱۲½ روپے ماہوار طعام کا خرچ وضع کر لیا جائیگا۔ تربیت کی میعاد ختم ہونے پر امیدواروں کا امتحان ہوگا۔ سٹیشن ماسٹر گروپ میں جو امیدوار امتحان میں کامیاب رہیں گے۔ اور ملازمت میں رکھ لئے جائیں گے۔ انہیں مزید ایک ماہ کیلئے سٹیشنوں پر عملی تربیت دی جائیگی۔ اس عرصہ میں بھی انہیں مذکورہ بالا شرح پر گزارے کیلئے ماہوار الاؤنس دیا جائیگا۔

یہ امر واضح رہے۔ کہ ریلوے سروس میں ملازمت مہیا کرنے کی کوئی گارنٹی نہیں۔ جو ملازمت میں رکھ لئے جائیں گے۔ ان کی ماہوار تنخواہ ۴۰ روپیہ ہوگی۔ اور ان کی تنخواہ کا سکیل ۴۰-۴-۵۰-۵-۵۰-۵-۲۰۰ روپے ہوگا۔ اور انہیں اس ریلوے کے کسی ڈویژن میں مقرر کر دیا جائیگا

ڈویژنل ہیڈ کوارٹرس	سٹیشن جہاں فارم خریدے جا سکتے ہیں
دہلی	دہلی۔ نئی دہلی۔ پٹیالہ۔ رہتک۔ انبالہ چھاؤنی۔ غازی آباد۔ شملہ۔ بھٹنڈا۔ کرنال۔ سہارنپور۔ راجپورہ۔ مظفر نگر۔ میرٹھ شہر۔
فیروزپور	فیروزپور چھاؤنی اور قصور۔
لاہور	لاہور۔ امرتسر۔ گوجرانوالہ ٹاؤن۔ جالندھر شہر۔ وزیر آباد۔ سیالکوٹ۔ گجرات۔ گورداسپور۔ بٹالہ۔ پٹھانکوٹ۔ کانگڑہ۔ جموں توی۔ لدھیانہ
راولپنڈی	راولپنڈی۔ نوشہرہ۔ جہلم۔ ملکوال۔ کیمل پور۔ کندیاں۔ پشاور چھاؤنی لالہ موسیٰ۔ بھکر۔ کالاباغ۔ گھاٹ۔ کوہاٹ چھاؤنی۔ سرگودھا۔
ملتان	سانگلاہل۔ قلعہ شیخوپورہ۔ ننکانہ صاحب۔ جڑانوالہ۔ تاندلیانوالہ۔ شورکوٹ روڈ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ گوجرہ۔ چک جھمرہ۔ چوہڑ کانہ۔ لودھراں۔ ملتان شہر۔ ملتان چھاؤنی۔ مظفر گڑھ۔ سماسٹہ۔ بہاولپور ویسٹ۔ ڈیرہ نواب۔ لیہ۔ محمود کوٹ۔ منٹگمری۔ چیچہ وطنی روڈ۔ حافظ آباد۔ اکال گڑھ۔ خانیوال۔ لائلپور۔ میاں چنوں۔
کراچی	کراچی شہر۔ کراچی چھاؤنی۔ کوٹری۔ حیدر آباد۔ نواب شاہ۔ پڈیدن۔ روہڑی۔ سکھر۔ خانپور۔ دادو۔ لاڑکانہ۔ شکارپور۔ جیکب آباد۔ کیماڑی
کوئٹہ	کوئٹہ

ہیڈ کوارٹرس آفس

نارتھ ویسٹرن ریلوے

ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah